کیلگری کینیڈا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تعمیر ہونے والی
براعظم شمالی امریکہ کی سب سے بڑی بیت الذکر بیت النور

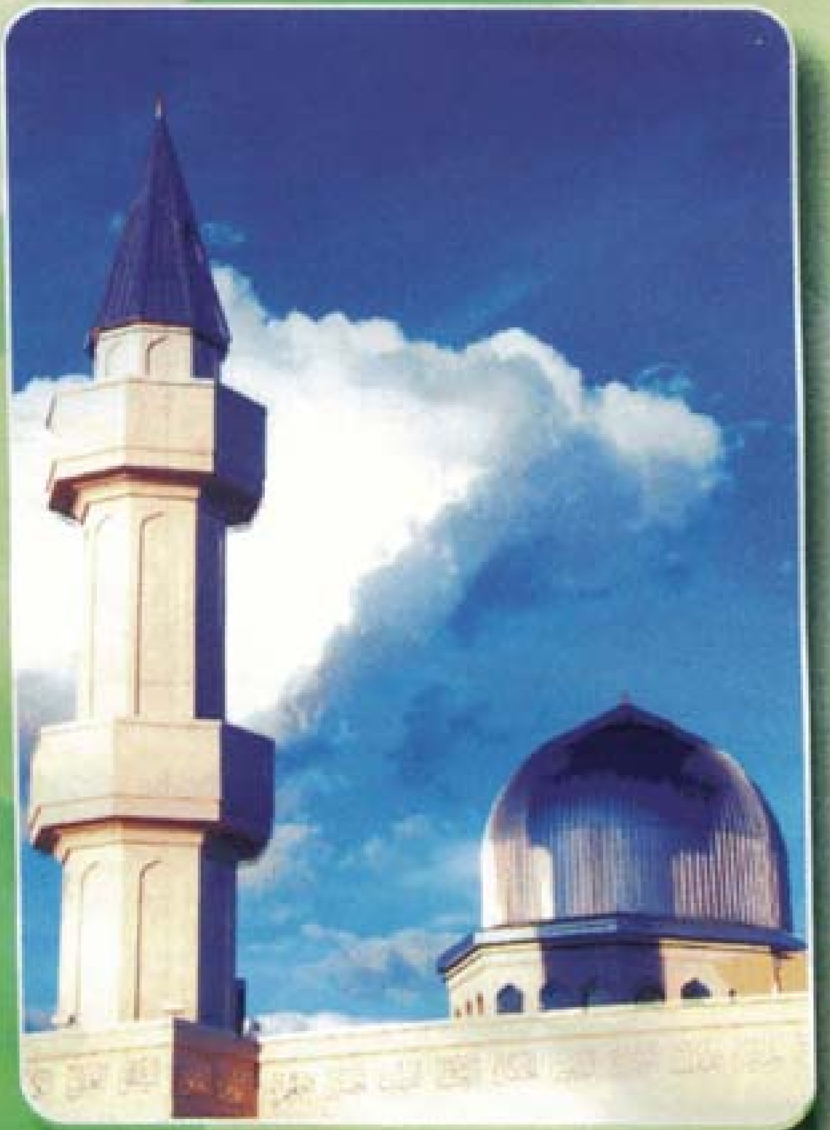

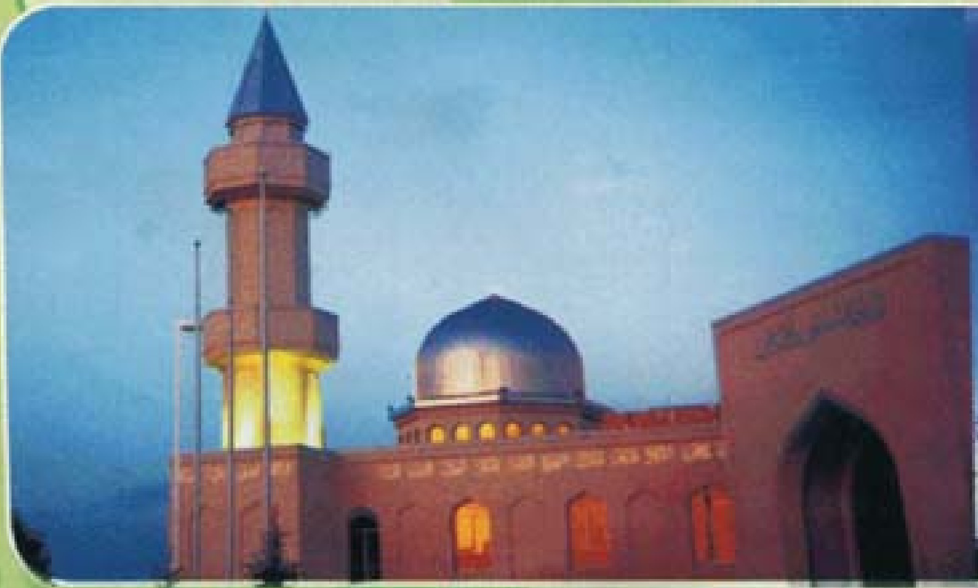

ماہنامہ انصاراللہ

اگست 2008ء
ظہور 1387ہش

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

ظہور 1387 ہش اگست 2008ء

جلد ---------- 49

شمارہ ---------- 8

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631

ای میل ansarullahpakistan@gmail.com

معاونین:

- ریاض محمود باجوہ
- صفدر نذیر گولیکی
- محمود احمد اشرف

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاءالاسلام پریس

شرح چندہ: پاکستان

سالانہ............ایک سو روپیہ

قیمت فی پرچہ............ 10 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن 3

حدیث نبویؐ 4

عربی منظوم کلام 5

فارسی منظوم کلام 6

اردو منظوم کلام 7

کلام الامام 8

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے 9-16

مکرم مجید احمد بشیر صاحب

رنگ بہار (ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب) 17-21

مرتبہ: مکرم سعد محمود باجوہ صاحب

دورِ خلافت حضرت حاجی الحرمین مولانا نور الدین صاحب 22-29

نصیر احمد انجم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ذکر خیر 30-35

مکرم سید ساجد احمد صاحب

نظم: وہ بندہ ہے اس میں خدا بولتا ہے 36

کلام: مکرم سید طاہر احمد زاہد صاحب

نظم: حضرت مسیح موعودؑ کے حضور عقیدت کی چند کلیاں 37-38

کلام: مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ

اخبار مجالس 39-44

مرتبہ: مکرم مسعود احمد سلیم صاحب

اداریہ

گاہے گاہے باز خواں......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں آکر ایک انقلاب بپا کیا خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیاں کرنے والی ایک پُر جوش جماعت تیار کی۔

قارئین کرام! خدا کے مامورین کا یہ عجیب معجزہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں میں وہ آتے ہیں اُن کی اخلاقی و روحانی حالت اس قدر بگڑ چکی ہوتی ہے کہ اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور جب تک آسمانی علاج نازل نہ ہو وہ نسلوں کے بیمار ٹھیک ہونے میں نہیں آتے...... لیکن جب مامور من اللہ کی شکل میں بارانِ رحمت نازل ہوتی ہے۔ تو ساری گرد اور میل اور کثافت دُھل جاتی ہے اور وہی بیمار لوگ، پژمردہ روحیں مایوس خیالات تندرست و توانا، چاک و چوبند اور متحرک و فعال معاشرے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ صالح مومنین کی وہ جماعت تیار ہو جاتی ہے جو دامے درمے سخنے دین پر نثار ہوتی ہے۔ وہ ایمان میں اتنی ترقی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہی میں خلافت کا انعام نازل کرتا ہے۔ یقیناً یہ معجزہ ہے...... لیکن سوچنے والوں کے لئے۔ یہی معجزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بھی رونما ہوا۔ آپ کے مخلصین نے قربانیوں کی ایسی داستانیں رقم کی ہیں جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

صرف ایک واقعہ قارئین کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیش خدمت ہے۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری لکھتے ہیں:

"میرے پہلے قیام گورداسپور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت احمد صاحب سے (حضرت مسیح موعودؑ سے) عرض کی کہ حضور لنگری کہتا ہے کہ لنگر کا خرچ ختم ہوگیا ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جاوے چند مخلص افراد کو امداد لنگر کے واسطے خطوط لکھے گئے اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں۔ (کہتے ہیں کہ) ان میں سے ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے کہ وزیر آباد کے شیخ خاندان نے جو مخلص احمدی تھے ان کا ایک پسر نوجوان خط ملتے وقت طاعون سے فوت ہوا تھا۔ اس خاندان کا نوجوان لڑکا اس طاعون سے فوت ہوا تھا اور اس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دو سو روپے بغرض اخراجات اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے اسی وقت (اس لڑکے کے باپ نے) ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا اور یہ خط ایک سبز کاغذ پر تحریر تھا اور اس کے عنوان میں یہ لکھا کہ 'اے خوشا مال کہ قربانِ مسیحا گردد' کہ مبارک ہے وہ مال جو خدا کے مسیح کے لئے قربان کر دیا جائے۔ نیچے خط میں لکھا میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ دو سو روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں (وہ دو سو روپے تھے جو اس کے لئے رکھے ہوئے تھے) اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کر دیتا ہوں۔ یہ ہے وہ اخلاص جو حضرت مسیح موعودؑ کے مریدوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے تھا جماعت کے لئے تھا، اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہنے کے لئے تھا۔"

(ظہور احمد موعود صفحہ 70 بحوالہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 جنوری 2005ء)

القرآن

انفاق فی سبیل اللہ

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۲﴾

(سورۃ البقرہ:262)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

☆☆☆☆

حدیث نبوی ﷺ

جودوسخا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا. اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَ یَقُوْلُ الْاٰخَرُ : اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا.

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللّٰہ فاما من اعطی وَ اتقی وَ صدق بالحسنی)

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے۔ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔

☆☆☆☆

عربی منظوم کلام

وَجَدْتُّ السَّعَادَةَ کُلَّهَا فِیْ اِطَاعَةٍ

اِلٰهِیْ فَدَتْکَ النَّفْسُ اَنْتَ مَقَاصِدِیْ
تَعَالَ بِفَضْلٍ مِّنْ لَّدُنْکَ وَبَشِّرِ

اے میرے معبود! میری جان تجھ پر فدا ہو۔ تو ہی تو میرا مقصود ہے۔ اپنے فضل کے ساتھ آ اور مجھے خوشخبری دے

أَ اَعْرَضْتَ عَنِّیْ لَاتُکَلِّمُ رَحْمَةً
وَقَدْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِ الْمَصَائِبِ مُخْبِرِیْ

کیا تو نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے (جو) تو شفقت کے ساتھ مجھ سے کلام نہیں فرماتا۔ تو تو ان مصائب سے پہلے میرا مخبر تھا

وَکَیْفَ اَظُنُّ زَوَالَ حُبِّکَ طَرْفَةً
وَیَأْطِرُ قَلْبِیْ حُبُّکَ الْمُتَکَثِّرِ

اور میں تیری محبت کے زوال کا ایک لحظہ کے لئے بھی کیسے گمان کر سکتا ہوں جب کہ تیری بہت بڑی محبت میرے دل کو (تیری طرف) جھکا رہی ہے۔

وَجَدْتُّ السَّعَادَةَ کُلَّهَا فِیْ اِطَاعَةٍ
فَوَفِّقْ لِاٰخَرَ مِنْ خُلُوْصٍ وَّیَسِّرِ

اے خدا! میں نے ساری کی ساری خوش بختی اطاعت میں پائی ہے۔ پس دوسروں کو بھی خلوص کی توفیق دے اور آسانی پیدا کر

اِلٰهِیْ بِوَجْهِکَ اَدْرِکِ الْعَبْدَ رَحْمَةً
تَعَالَ اِلٰی عَبْدٍ ذَلِیْلٍ مُّکَفَّرِ

اے میرے خدا! اپنی ذات کے طفیل اس بندے کی رحم کے ساتھ دستگیری فرما اور (اپنے) کمزور اور عاجز بندے کی طرف جو تکفیر کیا گیا ہے آجا

(القصائد الاحمدیہ مترجم جدید ایڈیشن صفحہ 195)

فارسی منظوم کلام

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است

زِ بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا اگر ہمت پیدا ہو جائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے

دو روز عمرِ خود در کارِ دیں کوشید اے یاراں
کہ آخر ساعتِ رحلت بصد حسرت شود پیدا

اے دوستو! اپنی عمر کے دو دن دین کے کام میں گذارو کہ آخر کار مرنے کی گھڑی سینکڑوں حسرتیں لے کر آ جائے گی

امیدِ دیں روا گرداں امیدِ تو روا گردد
ز صد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا

تو دین کی امید پوری کرتا کہ تیری امیدیں پوری ہوں سینکڑوں ناامیدیوں یاس اور غم کے بعد رحمت پیدا ہو جائے گی

بہ مفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

اے بھائی مفت میں تجھے نصرت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

اے خداوند کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے اگر کبھی آفت آئے تو اس کی مصیبت کو ٹال دے

چناں خوش دار اُورا اے خدائے قادرِ مطلق
کہ در ہر کاروبار و حالِ او جنّت شود پیدا

اے خداوند قادر مطلق اُسے ایسا خوش رکھ کہ اس کی حالت اور سب کاروبار میں ایک جنّت پیدا ہو جائے

(درثمین فارسی مترجم صفحہ 173-174)

اردو منظوم کلام

اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا

دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے
اس یار کی نظر میں شرطِ وفا یہی ہے
برباد جائیں گے ہم گر وہ نہ پائیں گے ہم
رونے سے لائیں گے ہم دِل میں رجا یہی ہے
وہ دِن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کرکے باتیں
اَب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے
جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص و ہوا یہی ہے
شکر خدائے رحماں! جس نے دِیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اَب گُل کِھلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دِلبر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ھدیٰ یہی ہے
اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دِن چڑھا یہی ہے
اُس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے

(درثمین اردو صفحہ 91 مطبوعہ رقیم پریس لنڈن)

کلام الامام

انسانی زندگی کا بڑا مقصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اس وقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچّہ تو اس کو ہاتھ میں پکڑنے کی خواہش کر سکتا ہے اور ہاتھ بھی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کھائے گا اور ہلاک کر دے گا وہ کبھی جرأت نہیں کرے گا کہ اس کی طرف لپکے۔ بلکہ اگر معلوم ہو جائے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اسے کھانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا۔ پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نہ کرلے اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ یقین معرفت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہوں پر اس قدر دلیر ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے۔ اس کی وجہ بجز اس کے اَور کوئی نہیں کہ وہ معرفت اور بصیرت نہیں رکھتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔''

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 287)

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے

(از: مکرم مجید احمد بشیر صاحب)

؎ محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

آج کل سارا عالم اسلام ڈنمارک میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف سراپا احتجاج ہے اور جگہ جگہ ریلیاں، شٹر ڈاؤن ،ہڑتال، مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے اور بم دھماکوں کے دوران کئی بے گناہ مسلمان ہلاک اور متعدد زخمی ہو چکے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اس کے دل کی دھڑکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے رواں رہتی ہے۔ اور اس پاک وجود کی طرف اُٹھنے والی انگلی کروڑوں سینوں کو فگار اور نہ چاہتے ہوئے بھی دل کے شعلے اردگرد کی ہر چیز کو بھسم کر دینا چاہتے ہیں۔ یہ ایک فطرتی امر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس کا ذکر پڑھ کر آپ سے محبت اور پیار کرنے والے دل سوز و گداز سے بھر نہ جائیں اور اس آقائے نامدار کو یاد کر کے آنکھیں شدت جذبات سے ڈبڈبا نہ جائیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ہمارے پیارے آقا کو گالیاں دے اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں۔

لیکن تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں جھانک کر دیکھا جائے تو آغاز نبوت سے ہی کوئی ایسا موقع کفار اور دشمنانِ دین اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری نہ ہوتی ہو۔ شروع میں نہ صرف مسلمانوں کو تکالیف دی جاتی تھیں بلکہ آپؐ اس کا سب سے زیادہ نشانہ بنتے تھے۔ حج کے موقع پر جب باہر سے لوگ مکہ آتے تو قریش کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساحر ہیں۔ مکہ کے اوباش لوگ آپ پر فقرے کستے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے فرمایا کہ ”سفر طائف کے موقع پر آپؐ کو جنگ احد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی تھی۔ لیکن سفر سے واپسی پر جب پہاڑوں کا فرشتہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپؐ کہیں تو دونوں پہاڑوں کے درمیان ان لوگوں کا خاتمہ کر دوں تو آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہی میں سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔ دراصل جب بھی خدا تعالیٰ کے کسی

مامور نے خدا کی طرف سے پیغام حق پہنچایا اور نیکی وسچائی کی تعلیم دی تو اس زمانہ کے لوگوں نے اُس کی مخالفت کی، تمسخر اڑایا اور اذیتیں دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے رویہ پر فرماتا ہے:

''وائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے۔ وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تمسخر کرنے لگتے ہیں۔'' (یٰسین:31)

ہمارے پیارے آقا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تجھے صرف وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہی گئی تھیں۔''(حٰمٓ السجدۃ:44)

صبر کی تلقین

پہلے انبیاء کے ساتھ بھی اسی طرح کا تمسخر واستہزاء اور اسی قسم کے اعتراض کئے جاتے تھے اور یہی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روا رکھا گیا مگر ان تمام اذیتوں پر آپؐ کو صبر کی تلقین بھی کی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تمہیں اپنی جانوں اور مالوں کے بارہ میں ضرور آزمایا جائے گا۔ اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور مشرکوں سے بہت دکھ دینے والا کلام سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یقیناً یہ ہمت والے کاموں میں سے ہے۔'' (سورۃ آل عمران:187)

الغرض سلسلہ انبیاء میں ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ آزمائے گئے آپ نے زبانی اذیتیں بھی سن کر برداشت کیں اور جسمانی دکھ بھی سہے۔ آپ کو معاذ اللہ شاعر، دیوانہ، جادوگر اور کذاب کہہ کر گالیاں دی جاتیں مگر آپ نے نہ صرف دشنام دہی برداشت کی بلکہ ان دشمنان دین کے لئے دعا گو رہے کہ ''اللہ میری قوم کو بخش دے یہ جانتے نہیں۔ دشمن اشتعال اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ آپؐ پر گند پھینکتے، راستے میں کانٹے بچھاتے۔ قریش آپؐ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے مذمم یعنی بدنام پکارتے۔ ایک دفعہ آپؐ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر نے آپؐ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپؐ گر گئے اور آپ کا دم گھٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ وہاں تشریف لائے اور آپؐ کو بچایا۔

اس تمام عرصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو صبر وتحمل کی تلقین کی اور خود بھی بے انتہا صبر کا نمونہ ان کے سامنے پیش کیا۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے کہ چند صحابہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ

مسلمانوں کو کفارِ قریش کے ہاتھوں اتنی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ آپ ان کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے۔ یہ الفاظ سن کر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا۔

''تم سے پہلے وہ لوگ گزرے ہیں جن کا گوشت لوہے کی کنگھیوں سے ہڈیوں سے اتارا گیا۔ مگر وہ اپنے دین سے متزلزل نہیں ہوئے۔ اور وہ لوگ گزرے ہیں جن کے سروں پر آرے چلا کر ان کو دو ٹکڑے کر دیا گیا مگر ان کے قدموں میں لغزش نہیں آئی دیکھو خدا اس کام کو ضرور پورا کرے گا حتیٰ کہ ایک شتر سوار صنعا (شام) سے لے کر حضر موت تک سفر کرے گا۔ اس کو سوائے خدا کے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ مگر تم جلدی کرتے ہو۔''

پھر تین سال تک آپ شعب ابی طالب میں مجبوراً محصور رہے۔ یہ انتہائی سختیوں اور مصیبتوں کے سال تھے۔ مگر آل ہاشم نے انہیں نہایت صبر و استقلال کے ساتھ گزارا جس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

پھر طائف کا واقعہ دیکھ لیں۔ اہل طائف نے نہ صرف آپ کی تحقیر کی بلکہ شہر کے آوارہ اور اوباش لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو آپؐ کو پتھر مارتے تھے اور آوازے کستے تھے یہاں تک کہ آپؐ نے زخموں سے چور ہو کر طائف سے تین میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں پناہ لی۔

ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے

یہ وہ اسوہ حسنہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود آپ کو زمانے کے لوگوں کے لئے بطور نمونہ پیش کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

''اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے اور اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے معاملات میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ یہی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب تھا۔ اُس (یعنی خدا) نے تمہارا نام ......رکھا (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ تم تمام انسانوں پر نگران بن جاؤ۔ پس نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ وہی تمہارا آقا ہے۔ پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔'' (الحج:79)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں:

''فرماتا ہے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے اور اس کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے پوری کوشش کرو۔ اور جہاں تک زور چل سکتا ہے۔ پورا زور لگا دو۔ .... اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑی بزرگی اور برتری بخشی ہے۔ اور ایسے احکام نازل کئے ہیں جن پر عمل کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اگر تم ویسا ہی نمونہ بننا چاہو جیسے تمہارا نبی تھا تو بن سکتے ہو۔ اس میں کوئی مشکل

امر نہیں۔ ....ہم ایسے ہی طریق پر تم کو چلا رہے ہیں۔ جس میں سہولت اور نرمی تھی اور خدا تعالیٰ تمہیں ہر قسم کے گناہوں اور عیوب سے پاک کرنا چاہتا ہے مگر سختی کرنا نہیں چاہتا۔ .... وہ کیا طریق تھا۔ وہ طریق یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں میں بھی اور اس امت میں بھی تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔ یعنی وہ جو کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ اور اس طرح نبی کا نمونہ اختیار کرتے ہوئے خود بھی نمونہ بن جائے۔ .... اور ہم نے یہ اس لئے کہا تا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے نمونہ کے طور پر ہوں۔ .... اور تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کر کے باقی سب دنیا کے لئے اپنے اپنے دائرہ میں نمونہ بن جاؤ۔'' (اسوۂ حسنہ صفحہ 11-12)

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اختیار کریں آج جبکہ معاندینِ اسلام نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ایک بار پھر اُمت کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اپنایا جائے۔ وہی ہمارے لئے بہترین مشعلِ راہ ہے۔

مخالفین کے غلط الزامات اور نامناسب اعتراضات پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی طیش میں نہیں آتے تھے۔ آپؐ نے اپنی قوم سے مسلسل انکار اور تکذیب دیکھ کر بھی ہمیشہ حلم اور صبر سے کام لیا اور بد دعا نہ کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سخت باتیں سن کر نہ صرف عفو سے کام لیتے بلکہ بسا اوقات احسان کا سلوک فرماتے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ یہودی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے اور سلام کی بجائے السام علیکم کہتے یعنی تم پر ہلاکت ہو۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے ان کو جواب دیا اور تکرار سے کہا کہ تم پر اللہ کی لعنت اور غضب ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہؓ نرمی اختیار کرو۔ سختی اور درشت گوئی سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نرمی پسند کرتا ہے۔

یہود کی تمام تر زیادتیوں کے باوجود بھی آپؐ نے مدینہ کے یہود سے احسان کا ہی سلوک فرمایا۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو مکہ کے کفار سے بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپؐ نے عفو کے شاندار اور بے نظیر نمونے قائم فرمائے۔ آپؐ کا ظرف دیکھیں کہ اپنے محبوب چچا کا کلیجہ چبانے والی ھندہ کو بھی معاف فرما کر ہمیشہ کے لئے اس کا دل جیت لیا۔

لہٰذا اس وقت ہم پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے بارہ میں روشناس کروائیں۔ ان کو بتائیں کہ

حضرت محمد عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وہ وجود ہیں جس کی مدح کے لئے یہ کائنات پیدا کی گئی۔ آپؐ انبیاء کے سرتاج ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس مبارک وجود کے لئے دعائیں کی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کے آنے کی پیشگوئی فرمائی۔ حضرت سلیمانؑ نے ایک سرخ وسفید محبوب کی خوش خبری دی اور آپ کا نام محمد یم بتا دیا۔ یسعیاہ نے ایک ابدی سلامتی کے شہزادے کی نوید مسرت سنائی تو دانیال نے آسمانی ابدی سلطنت کی پیش از وقت اطلاع دی اور حضرت یسوع مسیح نے اپنے بعد ایک رسول کی بشارت دی جس کا نام احمدؐ بتایا۔ خدا تعالیٰ نے عرش پر گواہی دی کہ **وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ** کہ اے نبی یقیناً آپ عظیم الشان اخلاق فاضلہ پر قائم ہیں۔

دراصل یہی وہ مبارک وجود ہے جس نے اپنے سے پہلے تمام مذاہب کی سچائی کو ثابت کیا۔ آپؐ پر نازل کتاب قرآن مجید نے اسلام سے قبل تمام مذاہب کو عزت بخشی ہے۔ اور اس سے قبل خدا کی کتابوں میں جو تحریف کی گئی ہے قرآن مجید نے آکر اس کی نہ صرف نشاندہی کی ہے بلکہ تصحیح بھی فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ پر فرماتے ہیں:

”یہ قرآن شریف کا حضرت عیسیٰ پر احسان ہے جو ان کی نبوت کا اعلان فرمایا۔“ (چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 358)

حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا سرورکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قوموں پر جو آپ کی شان میں گستاخی کرتے نہیں تھکتے ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ یہ لوگ اپنے اوپر بھی ظلم کر رہے ہیں۔ ان کو نہیں علم کہ ان کی اپنی تہذیب پر اس کے کیا بداثرات مرتب ہوں گے۔ لیکن ان کو کون سمجھائے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اے عزیزو! یہ سیاہ دل لوگ ہیں جن کو خدا کا خوف نہیں اور جن کے منصوبے دن رات اسی کوشش میں ہیں کہ کس طرح لوگ تاریکی سے پیار کریں۔ اور روشنی کو چھوڑ دیں..... یہ لوگ ان ساحروں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے موسیٰ نبی کے سامنے رسیوں کے سانپ بنا کر دکھا دیئے تھے۔ مگر چونکہ موسیٰ خدا کا نبی تھا اس لئے اس کا عصا تمام سانپوں کو نگل گیا۔ اسی طرح قرآن شریف خدا تعالیٰ کا عصا ہے وہ دن بدن رسیوں کے سانپوں کو نگلتا جاتا ہے اور وہ دن آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان رسیوں کے سانپوں کا نام ونشان نہیں رہے گا۔“

لہٰذا ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم دین حق کی خوبصورت تعلیم ان کو پہنچائیں تاکہ ان کو علم ہو کہ قرآن شریف نے کس قدر حسین تعلیم پیش کی ہے۔

احتجاج یہ نہیں ہے کہ توڑ پھوڑ کی جائے۔لوٹ کھسوٹ کی جائے۔قیمتی املاک کونقصان پہنچایا جائے قیمتی جانوں کا ضیاع کیا جائے اور وہ بھی اپنوں کی اپنوں ہی کے ہاتھوں۔یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟

ہمارا احتجاج تو ایسا ہونا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجیں۔اخبارات کوخطوط لکھے جائیں۔مضامین تحریر کئے جائیں۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ومقدس زندگی کے وہ پہلو اجاگر کئے جائیں جو معاندین اسلام کی نظروں سے اوجھل ہیں۔سیرۃ النبیؐ کے جلسے منعقد کئے جائیں اوران جلسوں میں غیر مذاہب کے دانشوروں کوبھی سیرۃ النبیؐ کے موضوع پرتقریریں کرنے کے لئے مدعو کیا جائے۔تاکہ دوسرے مذاہب سے لوگوں کے دلوں میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دین فطرت اسلام کے بابرکت تذکرہ کے نتیجہ میں محبت اورعظمت پیدا ہو۔اوردنیا میں حقیقی امن قائم ہوجائے اورمعاندین اسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے لگیں اوراس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مقدس ومبارک کادوامی تذکرہ جاری ہو۔اوراسی میں دنیا کا فائدہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ فرمودہ 7مارچ 2008ء میں احباب جماعت کونصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''......گزشتہ خطبہ جمعہ میں میں نے قرآن کریم کےحوالہ سے یہ بات بتائی تھی کہ کیوں مغرب میں اس قدر دین حق کےخلاف نفرت اوراستہزاء کی فضا پیدا کی جارہی ہے اور یہ بھی بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔دین حق کے غلبے کا بھی اورقرآن کریم کی حفاظت کا بھی۔پس اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے یہ ذیک حملے نہ دین حق کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ اس کامل کتاب کےحسن کوماند کرسکتے ہیں خواہ جتنی بھی چاہےکوشش کرلیں۔''

پھر فرمایا کہ ''ایسے حالات میں ایک احمدی کا کردار یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اس طرف متوجہ ہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانا ہے۔دوسری اس تعلیم کی طرف توجہ جوقرآن کریم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔......پس حقیقی مومن وہ ہیں جوتلاوت کاحق ادا کرتے ہیں اوراعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔''

پھر فرمایا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت ''دین حق'' کی عزت بچانے کے لئے اورباطل کا استحصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اوردیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق رہیں گی۔قرآن کریم میں وہ دلائل ہیں جن سے ''دین حق'' کی عزت قائم ہوگی اوراس سے جھوٹ کی جڑیں اکھڑ جائیں گی''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7مارچ 2008ء بحوالہ روزنامہ الفضل 11مارچ 2008ء)

اس سلسلہ میں ہمارا بنیادی مقصد علم ومعرفت کاحصول رہنا چاہیئے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل پیش خبری کو بالخصوص سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنے علمی معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔''

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

اس مقصد کے حصول کے لئے قرآن مجید کو تدبر و غور و فکر سے پڑھنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔'' (کشتی نوح صفحہ 38)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ہمارا کام پہلے سے بڑھ کر اس الٰہی کلام کو پڑھنا، سمجھنا اور اس پر غور کرنا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2008ء بحوالہ روزنامہ الفضل 11 مارچ 2008ء)

لہٰذا ہمارے لئے قرآن کریم کے مطالب و معارف سمجھنے کے لئے احادیث مبارکہ کا مطالعہ نہایت ضروری بلکہ اس زمانے میں قرآن و حدیث کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب و ملفوظات کا مطالعہ لازمی ہے اور تمام احباب کو حضور اقدس کا یہ ارشاد بالخصوص ملحوظ رکھنا چاہیے کہ

''جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ساتھ خلفاء کرام اور بزرگان جماعت و علماء سلسلہ کی منتخب کتب و رسائل کا مطالعہ ازدیاد علم کے لئے بہت ضروری ہے۔

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا مقدر تو اب پھیلنا ہے اور انشاء اللہ پھیلے گا لیکن نہ کسی قسم کی دہشت گردی سے اور نہ عسکریت سے بلکہ اس پیغام کے ذریعے سے جو قرآن کریم میں پیار اور محبت پھیلانے کے لئے دیا گیا ہے اور دین فطرت کے اظہار کے ذریعے سے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ نیز فرمایا کہ ان سب

قرآن کریم کے مخالفین کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہی وہ تعلیم ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ اس نے غالب آنا ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے۔''

پھر فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والے آپ کی زندگی پر استہزاء کرنے والے یا قرآن کریم کی تعلیم کو نعوذ باللہ جھوٹا کہنے والے اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ اور اس کے لئے انہیں جوابدہ ہونا ہوگا۔ سزا کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ فرمایا کہ استہزاء میں بڑھنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانا ہے۔ پس ہم ان لوگوں سے ہمدردی کے جذبات کے تحت کہتے ہیں کہ خدا کا خوف کریں۔''

قرآن کریم کی تعلیم تو تمام قسموں کی تعلیموں اور ضابطۂ حیات کا مجموعہ ہے۔ روحانیت اور اخلاق کے اعلیٰ معیاروں کی تعلیم دیتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور اس انجام سے محفوظ رکھے جس کی خدا تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 29 فروری 2008ء بحوالہ روزنامہ الفضل 4 مارچ 2008ء)

بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار
مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

(بقیہ از صفحہ 21) یہاں آیا، چودہ پندرہ سال کی عمر، اللہ تعالیٰ نے اسکو شفا دی۔ اس نے اپنے بچے کا نام تبدیل کر دیا اور اپنا نام آخر میں احمد رکھ دیا۔ ایک اور مذہبی تنظیم کے ناظم یا امیر، خوشاب سے یہاں آئے، علاج ہوا، شفا اللہ تعالیٰ نے دی اور انہوں نے واپس جا کر یہ کہا کہ میں سمجھتا تو کچھ اور تھا لیکن شفا تو یہاں سے ملی۔ اس میں اللہ جانتا ہے ہمارا کوئی ہاتھ نہیں، یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا فضل اور خلفاء کی برکت کے تحت ہے۔ اس لئے اس عاجز کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں، ہمارے ادارے کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ساری انسانیت، جو ایک دکھی انسانیت ہے، تکلیف کے ساتھ آتی ہے ہمارے ہسپتالوں میں، اللہ تعالیٰ ان کو شفا دے اور جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے 2003ء میں ایک میٹنگ میں فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ اس ادارے سے احمدیت کے لئے نئے راستے کھولے گا''۔ خدا کرے کہ وہ نئے راستے کھلیں اور ہم ان برکتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ آمین

☆☆☆☆☆

رنگِ بہار

مرتبہ۔مکرم سعد محمود باجوہ صاحب

حصہ دوم

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام ایک روح پرور پروگرام منعقد ہوا۔جس میں تین بزرگان نے خلفاء کرام سے متعلق اپنی یادیں اور واقعات سنائے۔یہ بزرگ مکرم چوہدری محمد علی صاحب، مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب تھے۔گذشتہ شمارہ میں مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی گفتگو پیش کی جاچکی ہے۔اس شمارہ میں مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کے تاثرات اور واقعات پیش خدمت ہیں۔(مدیر ماہنامہ انصاراللہ)

''میں بالکل شروع میں یہ معذرت کے ساتھ عرض کردوں کہ مکرم ومحترم صدر صاحب صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے کل اس عاجز کو دعوت دی اور ساتھ' ابھی جب میں یہاں پہنچا تو ان کا یہ حکم تھا کہ میں چند ایک یادیں جو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے متعلق ہیں، کے حوالہ سے بات کروں۔تو یہ چند ایک یادیں جو ہر اُس انسان کا قیمتی سرمایہ ہیں جس کا تعلق خلیفہ وقت کے ساتھ یا خلفاء کے ساتھ رہا ہے اور جب ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں تو اس عاجز کے دل میں ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ:

میں آج سے کچھ عرصہ پہلے دسمبر 1981ء کی طرف جاتا ہوں جب حضرت بیگم صاحبہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بیمار تھیں' گردوں کی شدید تکلیف اور اس کی وجہ سے گردے کام کرنا چھوڑ گئے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کی زندگی کے آخری ایام میں یہاں قصر خلافت میں جو کمرہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا اپنا ذاتی کمرہ تھا' اس کا نقشہ میرے سامنے گھوم جاتا ہے۔سادہ سا کمرہ' دو چھوٹے چھوٹے پلنگ' ایک طرف ایک تخت پوش جس پر ایک گاؤ تکیہ لگا ہوا تھا' دو کرسیاں جس میں ایک کرسی جس کو ہم Easy Chair یا Arm Chair کہتے ہیں' ایک لیمپ۔ان دونوں پلنگوں کے درمیان ایک میز اور اس پر ایک چھوٹا سا لیمپ' اور ایک پیالی پانی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی تھی جس میں سے حضرت بیگم صاحبہ کو وقتاً فوقتاً پانی کی چمچی پلائی جاتی تھی۔ یہ وہ دن تھے جب ان کو بے ہوشی کی کیفیت تھی، تکلیف بہت زیادہ تھی، علاج جہاں تک

دنیاوی لحاظ سے ممکن ہے وہ ہو رہا تھا۔ لیکن ایک بات جس کا خاص طور پر میرے دل پر بہت اثر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جب بھی کرسی پر بیٹھتے اور قریباً قریباً ساری رات جاگے رہتے۔ جو میں نے ان کا قرآن کے ساتھ عشق دیکھا' ان چند دنوں میں ان کے ہاتھ میں جو ایک کتاب تھی وہ قرآن کریم تھی اور اٹھتے بیٹھتے ان کے منہ سے ایک بات نکلتی تھی اور یہ کلمہ تھا ''اللہ ہی اللہ ہے''۔ یہ ایک دفعہ نہیں' دس دفعہ نہیں' بیسیوں دفعہ یہ کلمہ ان کی زبان سے سنا۔ آخر وہ وقت آیا جب حضرت بیگم صاحبہ کا وصال ہوا اور مجھے یہ بھی اچھی طرح یاد ہے کہ اس کمرہ کے باہر ایک اور کمرہ جو قدرے بڑا تھا' لاؤنج سا تھا، سارے احباب خاندان کے، بیشتر لوگ وہاں موجود تھے اور حضور اس دروازہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی باتوں سے یہ اندازہ نہیں ہوا کہ ایک بہت ہی پرانا تعلق ان سے جدا ہو گیا ہے اور یہ وہ توکل تھا خدا کی ذات پر۔ جب آخری وقت آخری سانسیں تھیں تو میں نے حضور کی خدمت میں یہ عرض کی کہ حضور دل تو رک گیا ہے اگر اجازت ہو تو ہم ایک اور عمل ایسا کریں جس سے شاید دل چلنا شروع ہو جائے۔ حضور نے اس کی بھی اجازت مرحمت فرمائی فرمایا کہ ''تدبیر بہر حال ضروری ہے''۔ قرآن شریف کے ساتھ محبت، خدا تعالیٰ پر کامل توکل اور پھر جس محبت اور جس شفقت کے ساتھ ان کا جو سلوک میرے ساتھ اور دوسرے جو معالجین تھے ان کے ساتھ رہا وہ ایک یاد ہی ہے جس کو جب کبھی انسان اپنے ذہن میں یا ڈوب کر سوچتا ہے ان کی محبتیں یاد آتی ہیں۔ یہ محبت صرف ایک انسان کے ساتھ نہیں' ان چند معالجوں کے ساتھ نہیں بلکہ ساری جماعت کے ساتھ یہی محبت' یہی خلوص' یہی پیار اور یہی دعائیں تھیں۔

چند ماہ ہم آگے چلتے ہیں۔ 1982 کی بات ہے۔ اپریل کے آخری ایام، جون کے شروع کے دن' جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو دل کا حملہ ہوا تو وہ بیت الفضل اسلام آباد میں تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ باہر کے ہمارے ایک مشہور و معروف استاد اور ڈاکٹر Dr. Steven Jenkin کو بلایا گیا۔ انہوں نے ان کا معائنہ کیا یہ اٹیک کے دو تین دن بعد کی بات ہے اور یہ کہا کہ His Holiness should now occupy himself with some reading material. اور مجھے انہوں نے یہ ہدایت کی کہ کوئی رسالہ ہو' کوئی اخبار ہو' حضور نے مسکراتے ہوئے ان کو کہا کہ ''میرے لئے ریڈنگ میٹریل قرآن شریف ہے''۔ اور وہ جو چند ایام تھے جو کہ 9 یا 10 یا 11 دن۔ یہ بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب کبھی بھی میں کمرے میں داخل ہوا یا دوسرے ڈاکٹر صاحبان اندر تشریف لے گئے تو حضور کی زبان پر دعائیں' قرآن شریف کا ورد خاموشی کے ساتھ اور نمازیں' وہ پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اس کا اندازہ اس طرح ہوتا تھا جب بھی کبھی پہنچے' بلڈ پریشر لینا ہویا بلڈ کا کوئی sample لینا ہو یا ٹمپریچر لینا ہو تو اس وقت خاموشی ہوتی تھی اور اس سے انسان اندازہ کر لیتا تھا کہ حضور اس وقت یا نماز یا دعائیں یا قرآن شریف دہرا رہے ہوتے تھے۔ باوجود اتنی سخت بیماری کے جب انسان کو بے انتہا اور تکلیفیں بھی ہوتیں ہیں ان چیزوں کی طرف اتنی شدت کے ساتھ عمل کرنا ایک خدائی انسان کا ہی ہو سکتا ہے۔ آخر 8 اور 9 جون اگر مجھے صحیح

یاد ہے 1982 کی وہ Fateful رات تھی جب تقریباً نیم شب کو ہم ابھی بیٹھے ہی تھے اپنے ساتھ والے کمرے میں کہ اطلاع آئی کہ فوری طور پر پہنچیں۔ایک کمرے کا درمیان میں فاصلہ تھا اس دن شام کو حضور کی طبیعت کافی بہتر تھی ،کرسی پر تشریف فرما تھے اور اس وقت پوچھ رہے تھے کہ ''کیا خدام نے کھانا کھالیا ہے''۔اب یہ شفقت ، یہ محبت یہ خیال اپنے خدام کا کہ کیا انہوں نے کھانا کھالیا ہے اور یہ معلوم نہیں تھا کہ ابھی چند گھنٹے بعد ان کا وصال ہو جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

اور آگے چلتے ہیں 1999 سے لے کر 2003ء تک 3 سال سے کچھ زیادہ عرصہ اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل رہا کہ ان تین ،ساڑھے تین سالوں میں اس عاجز کو 13 مرتبہ لندن جانے کا موقعہ ملا اور تقریباً سارا وقت اس کو اگر جمع کیا جائے تو ساڑھے چھ ماہ کے قریب میں وہاں رہا۔اکتوبر 2002 میں حضور کا آپریشن ہوا۔London Bridge Hospital ' جو لندن کا ایک مشہور ہسپتال ہے جہاں مشہور ویسکولر سرجن اور باقی ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے مل کر حضور کا یہ آپریشن کرنا تھا۔ شام کو آپریشن کا وقت دیا گیا۔ہم سب خدام نے 'جس میں ہمارے محترم صدر صاحب بھی وہاں موجود تھے (صدر صاحب مجلس انصار اللہ) ان سے یہ عرض کی کہ ''حضور! ساری جماعت آپ کے لئے دعائیں کر رہی ہے''۔حضور فرمانے لگے کہ ''میری وجہ سے جماعت کو اتنی زیادہ تکلیف دی گئی''۔اور یہ کمرے کے اندر مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میں یہاں ان کے Footend پر کھڑا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آنسوؤں کی ایک لڑی تھی جو کہ ان کی آنکھوں سے ہوتی ہوئی نیچے تکیہ کے اوپر' اور تکیہ کا ایک حصہ بھیگ چکا تھا۔اس بات کا دکھ نہیں تھا کہ ابھی آپریشن ہونے والا ہے اس میں کیا تکلیفیں ہوں گی' تکلیف اس بات کی تھی کہ میری ساری جماعت کس دکھ اور تکلیف میں ہے میری وجہ سے۔اور مجھے اس میں ایک زیادہ فکر یہ تھا کہ اس کیفیت میں اب چند منٹوں کے بعد آپریشن شروع ہونا ہے' اللہ تعالیٰ خیر کرے کہ حضور کی طبیعت زیادہ خراب نہ ہو جائے ۔ یہ وہ محبت' یہ وہ شفقت' یہ وہ دعائیں ہیں جو آپ سبھوں کے لئے اور مجھ جیسے عاجز کے لئے ان آنسوؤں میں تھیں جو ذاتی طور پر مجھ جیسے عاجز نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

اپریل 2003 کی طرف پہنچتے ہیں۔9:30 بجے کا وقت ہے' غالباً 19 اپریل کی بات ہے' ہفتہ کا دن۔میں اس وقت محترم ناظر صاحب اعلیٰ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی اجازت سے ایک Routine Visit کے طور پر گیا' ایک دن پہلے پہنچا۔جمعہ کا دن تھا' جمعہ میں حضور نے خطبہ دیا۔شام کو بچوں کی کلاس تھی' سوال جواب کی محفل تھی' اس میں کسی بچہ نے کئی سوال پوچھے۔واپس آ کر گھر میں کھانے پر فرمانے لگے کہ بچوں کو بھی عجب عجب سوال سوجھتے ہیں اور بڑے خوش نظر آ رہے تھے۔

صبح ہفتہ والے دن 9:30 بجے میں 63 Melrose Road جو گیسٹ ہاؤس ہے جماعت کا اس میں اوپر کی

منزل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اطلاع آئی کہ فوری طور پر پہنچیں' حضور کی طبیعت خراب ہے۔ میں جب پہنچا تو سیدھا حضور کے کمرے میں گیا' چھوٹا سا کمرہ جس کا سائز بمشکل 10 فٹ بائی 8 فٹ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ ایک طرف حضور کا بستر، اس کے ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل جس پر قرآن شریف پڑا ہوا ہے اور ایک طرف ایک چھوٹی سی Writing Table جس کے ساتھ Armchair تھی۔ Writing Table کے اوپر ملفوظات کی چند جلدیں اور روحانی خزائن کی چند جلدیں۔ کمرے سے باہر رات کو بیٹھے ہوئے حضور ایک انگریزی کی کتاب Gulf war پڑھ رہے تھے' جو دو تہائی پڑھ چکے تھے کیونکہ آئمیں مارک دو تہائی حصہ کے بعد لگا ہوا تھا اور اس کرسی کے بازو پر حضور کا جائے نماز پڑا ہوا تھا۔ جب میں پہنچا تو حضور اپنی داہنی کروٹ لیٹے ہوئے' نبض پر ہاتھ رکھی تو نبض موجود نہ تھی۔ حضور کو سیدھا لٹایا گیا اور Stethoscope کے ساتھ دل کی حرکت کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کی تو دل کی حرکت بھی نہیں تھی۔ سانس بھی رک چکا تھا' جسم ابھی بھی گرم تھا لیکن قریباً قریباً کوئی 20، 25 منٹ ہو چکے تھے کہ حضور کا وصال ہو چکا تھا۔ اُسی دن صبح حضور نے قرآن شریف مکمل کیا تھا اور اب دوبارہ سورۃ الفاتحہ کے بعد' جو پہلی سورۃ تھی اس کو شروع کیا ہوا تھا' کیونکہ اس پر مارک تھا۔ نماز صبح حضور نے پڑھی۔ حضور نے صبح اٹھ کر وضو کیا اور جو ایک نلکا تھا' وہ نیچے کر کے لگایا گیا تھا باوجود اتنی بیماری کے پورا وضو کیا کرتے تھے۔ اور کرسی ایک چھوٹی سی تھی جس پر بیٹھ کر اپنے پاؤں دھویا کرتے تھے۔...... داہنی طرف لیٹے ہوئے تھے اور یہ بھی اس سنت کی بات کو پورا کر رہے تھے کہ انسان جب سوتا ہے یا لیٹتا ہے تو داہنی طرف ہو یا سیدھا ہو کر لیٹے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ کمرے میں سوائے ایک دو چھوٹی چھوٹی میزوں کے اور ایک چارپائی کے اور ایک چھوٹی سی تصویر جو دیوار پر آویزاں تھی' کوئی سامان نہ تھا البتہ قرآن شریف یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب تھیں۔

جب ان کا وصال ہوا اور ان کے جسد مبارک کو نیچے محمود ہال میں رکھا گیا' ایک بڑی لائن تھی احباب کی جو کہ Gressen Hall Road سے پیچھے تک قریباً قریباً Wimbaldon Park Road تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بچہ جو اکثر نمازوں میں نظر آتا تھا اور اس کو ایک بہت ہی سیریس مسکولر disease تھی اور wheel chair پر آتا تھا وہ wheel chair پر وہاں تک پہنچا' اپنے بازوؤں سے کوشش کی کہ میں اٹھ کر حضور کا چہرہ مبارک دیکھوں۔ معلوم نہیں خدا نے اس کو کیا ہمت دے دی تقریباً کھڑا ہو گیا۔ دیکھا اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ایک اور بزرگ آدمی گزرتے ہوئے آئے' چھڑی ہاتھ میں پکڑی ہوئی' جب پہنچے' حضور کو دیکھا اور لگاتار رونا شروع ہو گئے اور وہیں ڈھیر ہو گئے۔ خدام نے مدد کی اور ان کو باہر نکالا۔ ایک چھوٹا سا بچہ جس کی عمر بمشکل دو یا تین سال کی تھی اس کو نہیں معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ والد نے گود میں اٹھایا ہوا تھا۔ آگے لائے' رکے اور وہ بچہ انگلی کے اشارے سے کہتا ہے ''وہ حجو روہ حجور'' (وہ حضور وہ حضور۔ ناقل)۔ ایسے واقعات' ایسے روح پرور مناظر' ایسی محبت' فدائیت احباب کی اپنے آقا کے ساتھ اور دوسری طرف

دیکھیں کہ جب آپریشن کے بعد علاج ہورہا تھا تو ڈاکٹروں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ تھوڑی سی walk کے لئے باہر نکلیں۔تو اچھی طرح مجھے یاد ہے کہ ہم Brichmin Park میں سیر کے لئے نکلا کرتے تھے‘تو ایک دفعہ واپسی پر میں نے دیکھا کہ حضور گاڑی کے شیشہ سے باہر دیکھ رہے ہیں جیسے کسی گہری سوچ میں ہوں اور پھر پانچ سات منٹ اس سوچ کے بعد جب انہوں نے اپنا چہرہ دوسری طرف کیا تو بے ساختہ فرمانے لگے ”اللہ تعالیٰ نے اس روئے زمین پر ایسی جماعت پیدا نہیں کی۔“ صدقات ہورہے تھے‘لوگ دعائیں کررہے تھے سب چیزوں کا حضور کو بہرحال علم تھا تو بے اختیار میری زبان سے بھی نکل گیا کہ حضور اس وقت روئے زمین پر اس زمانہ میں آپ جیسا انسان بھی تو کوئی نہیں۔عاجزی کی یہ حالت تھی حضور خود ہی فرمانے لگے کہ ”نہیں نہیں“۔

آپ دیکھیں گے کہ ان خلفاء میں جو عشق قرآن ہے‘جو نمازوں کے ساتھ لگن ہے باوجود شدت کی بیماری کے‘جو دعاؤں پر زور ہے اپنی ذات کے لئے شاید اتنا نہ ہو،ساری جماعت کے لئے اور انسانیت کے لئے اور پھر احباب جماعت کا جو عشق اور محبت ہے اپنے خلفاء کے ساتھ دنیا میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔

آخر میں‘میں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ شدت کی خواہش تھی کہ دل کا ایک ادارہ ربوہ میں ہو۔اور اس vision کو اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حقیقت میں تبدیل کردیا۔یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔اس سے یہ چیز روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے کہ خلفاءِ احمدیت کو انسانیت کے ساتھ کتنی محبت ہے اور اُس انسانیت کے دائرے میں یہ مخصوص نہیں کہ یہ جماعت کے لئے ہی ہو بلکہ ساری انسانیت کے ساتھ۔ان چند ماہ میں‘ایک کثیر تعداد غیر احمدیوں کی بھی یہاں آئی ہے اور میں نہایت عاجزی کے ساتھ یہ عرض کردوں باجود اس کے کہ 37 سال کا تجربہ شعبہ طب کے ساتھ ہے، جو شفا‘جو برکت اور جو سرعت کے ساتھ مریضوں کا ٹھیک ہوا یہاں میں نے دیکھا ہے وہ اپنے 37 سالہ تجربہ بطور ایگزیکٹو ڈائریکٹر اور بطور پاکستان کے سب سے بڑے ادارے کا کموڈنٹ میں نے نہیں دیکھا۔اس میں کیا چیز positive نظر آتی ہے؟میں کسی سے بات کررہا تھا. میں نے کہا کہ آپ اپنے آپ کو ضرور طاہر ہارٹ کے ساتھ رجسٹر کرائیں. بے شک آپ یہاں علاج کروائیں یا نہ کروائیں۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس ہسپتال کو جو کہ فضل عمر ہسپتال کا ایک حصہ ہے اور ایک لحاظ سے Independent بھی ہے۔چار خلفاء کی دعائیں حاصل ہیں۔اُن خلفاء کی جن کے لئے 13 سو‘14 سو سال بڑے بڑے بزرگ انتظار کرتے رہے کہ ہمیں وہ وقت ملے‘وہ وقت میسر ہو اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام‘ ان کے خلفاء کے پیچھے نمازیں پڑھیں‘ان کے ”رفقاء“ سے ہم ملیں اور ان سے نصیحتیں لیں اور اس پر عمل کریں۔آج ہم وہ خوش نصیب لوگ ہیں، ان چار خلفاء کی دعاؤں کے طفیل جو اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں ہیں، جو خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ہم یہ ساری برکتیں دیکھ رہے ہیں۔ایک غیر احمدی بچہ (باقی صفحہ 16 پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق

حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

کا بابرکت دورِ خلافت

(نصیر احمد انجم۔ مدیر انصاراللہ)

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(التوبہ:109)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات احمدیوں کے لئے ایک حادثہ جانکاہ تھی۔ عاشقان مسیح موعودؑ غمزدہ تھے۔ حضرت مولانا نورالدین نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو فرمایا:

''میاں جب سے حضرت صاحب فوت ہوئے ہیں مجھے اپنا جسم خالی معلوم ہوتا ہے اور دنیا خالی خالی نظر آتی ہے۔ میں لوگوں میں چلتا پھرتا اور کام کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی چیز باقی نہیں رہی۔''

دوسری جانب مخالفین کا پراپیگنڈا زوروں پر تھا۔ جھوٹ پر مبنی دعاوی ہو رہے تھے۔ ایک پیر صاحب اور ان کے مریدوں نے مشہور کر دیا کہ کثرت سے مرزائی تائب ہو رہے ہیں۔ اخبار وطن اور وکیل نے فرضی اور گندے خطوط شائع کئے۔ انجمن حمایت اسلام نے لاہور میں جلسہ کر کے مخالفت کو ہوا دی دیگر مخالفین میں سے ہر ایک نے الگ محاذ کھول رکھا تھا۔

خواجہ حسن نظامی صاحب نے یہاں تک لکھا۔

''وہ (یعنی احمدی) مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت سے صاف انکار کر دیں ورنہ اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب جیسے سمجھدار اور منتظم شخص کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کر سکے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔'' (اخبار پیسہ 5 جون 1908ء)

بعض شرپسندوں نے مشہور کر دیا کہ مرزا سلطان احمد صاحب اپنے بھائیوں اور احمدیوں کو قادیان سے نکال باہر پھینکنے کو ہیں۔ جس پر انہوں نے تردید کرتے ہوئے لکھا:

''قادیان کی جماعت خدا کے فضل و کرم سے بمقابلہ میرے ہزار ہا درجہ نیک اور متقی، حامل شریعت، عاشق رسول عربی

ہے۔قرآن ان کے ہاتھوں میں ہے اور درود ان کی زبان پر۔شب بیدار اور پرستار خدائے لایزال ہیں۔اور میرے اعمال خود آپ جانتے ہیں۔کیا ہیں؟ باوجود ان اعمال کے ایسی جماعت کی مخالفت کرسکتا ہوں لوگ انہیں کافر سمجھیں اور قابل دار لیکن وہ مجھ سے صد درجہ نیک اور قابل عزت ہیں اور میں ان کو...... سمجھتا ہوں۔''

قارئین کرام! ان حالات میں جبکہ احمدی اپنے امام ہمام کی وفات کے باعث غم سے چور تھے۔مخالفین الگ چر کے لگا رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں دیئے گئے وعدے کو خلافت راشدہ کے بعد ایک مرتبہ پھر پورا کیا اور وہ جماعت جس کا شیرازہ بکھرنے کے خواب مخالف دیکھ رہے تھے۔خدا نے ان کی شیرازہ بندی کردی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں قدرت ثانیہ کی جو پیشگوئی کی تھی وہ برحق ثابت ہوئی۔

27 مئی کو عمائدین جماعت کی مشاورت ہوئی۔جن میں خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، محمد احسن امروہی صاحب، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب شامل ہوئے۔حضرت اماں جان صاحبہ سے بھی مشورہ ہوا اور پھر یہ احباب حضرت مولانا نورالدین صاحب کے پاس گئے اور بیعت لینے کی درخواست کی۔آپ نے دو نفل پڑھے۔سجدہ میں گر کر دعا کی پھر باغ میں سب کے ساتھ آئے۔حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ایک تحریری درخواست دربارہ بیعت کی۔آپ نے خطاب فرمایا اور پھر بیعت ہوئی۔قریباً بارہ سو افراد نے بیعت کی۔اُس میں آپ نے فرمایا۔

''میری پچھلی زندگی پر غور کرو۔میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم امام الصلوۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہوجائے۔اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں اور قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔حضرت صاحب کے اقارب میں تین آدمی موجود ہیں۔(یعنی صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب، میر ناصر نواب صاحب، نواب محمد علی خان صاحب۔ناقل)......
......اس وقت مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔میں تمہارے ساتھ ہوں۔میں خود ضعیف ہوں۔بیمار رہتا ہوں۔پھر طبیعت مناسب نہیں۔اتنا بڑا کام آسان نہیں۔......... پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔جن عمائد کا نام لیا ہے۔ان میں سے کوئی منتخب کرلو۔میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔سو اس کے بعد میری

ساری عزت اور سارا خیال ان ہی سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یکرنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔..........

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ کسی طرف ہوں۔ تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً وکرہاً اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں۔''

''وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ اُن میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور اُن امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے، شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔''

خلافت کے قیام سے جماعت کی جان میں جان آئی۔ ایک نئی لہر اور بالیدگی جماعت میں نظر آنے لگی۔ مخالفین کے کھوکھلے دعاوی کی قلعی کھل گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی قیادت میں علماء سلسلہ نے مخالفین کو مسکت جوابات دیئے۔ خود حضور رحمہ اللہ نے رسالہ وفات المسیح لکھا۔ دیگر علماء میں سے حضرت مفتی صاحب، حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین نے بھی جوابات لکھے لیکن ایک گراں قدر رسالہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کی۔ آپ نے سلسلہ مضامین لکھا۔ ''محمود اور محمدی مسیح کے دشمنوں کا مقابلہ'' حضرت خلیفہ اوّل نے اسے بہت پسند فرمایا اور مولوی محمد علی صاحب سے فرمایا:

''مولوی صاحب مسیح موعود کی وفات پر مخالفین نے بہت اعتراض کئے ہیں ان کے جواب میں تم نے بھی لکھا ہے اور میں نے بھی مگر میاں ہم دونوں سے بڑھ گیا ہے۔ حضور کے ارشاد پر ان مضامین کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا اور الہام سے حضور نے اس کا نام ''صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے'' رکھا۔

حضور نے کتاب کا ایک نسخہ معاند احمدیت مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو بھیجا اُس نے لکھا تھا نعوذ باللہ مرزا صاحب کی اولاد اچھی نہیں آپ نے اُسے لکھا ''حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نے تو یہ کتاب لکھی ہے جو میں تمہاری طرف بھیجتا ہوں۔ تمہاری اولاد میں سے کسی نے کوئی کتاب لکھی ہو تو مجھے بھیج دو۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا قریباً چھ سالہ دور خلافت برکتوں، رحمتوں اور انوار الٰہی کے نزول سے معمور تھا۔ ہر لحاظ سے جماعت ترقی کی منازل پر زینہ بہ زینہ چڑھنی شروع ہوئی۔

آپ نے بیت المال قائم کیا۔ پہلی پبلک لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ آپ کے مبارک دور میں اخبار نور اور الفضل

جاری ہوئے۔قادیان میں بورڈنگ ہاؤس اور تعلیم ...... ہائی سکول، نور ہسپتال کی تعمیر ہوئی۔ بیت اقصیٰ کی توسیع ہوئی اور پہلی مرتبہ مستورات ۱۹۱۰ء میں جمعہ کے لئے بیت الذکر آنے لگیں۔

بیت نور کی تعمیر ہوئی۔آپ نے افتتاح کرتے ہوئے پُرشوکت اعلان فرمایا۔"میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ میری چٹان سے جو سر مارے گا اُس کا سر ٹوٹ جائے گا۔"

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو لندن بھجوایا گیا۔حضرت سید زین العابدین صاحب مصر اور پھر وہاں سے حلب اور شام گئے۔مولوی عبدالرحمان صاحب کو مصر بھجوایا گیا۔

۱۹۱۳ء میں قادیان کے قریب ایک گاؤں اٹھوال سارے کا سارا احمدی ہوگیا۔جب ثناء اللہ امرتسری صاحب نے وفات مسیح پر مباحثہ سے انکار کردیا۔

احباب کرام!! اس سے ظاہر ہے کہ ہر گام پر فضل خدا آپ کے ہمرکاب رہا۔ اور شش جہات میں اشاعت تکمیل ہدایت ہونے لگی۔لیکن سردست خاکسار آپ کے چند اہم ترین کارہائے نمایاں کا ذکر قدرے تفصیل سے کرے گا۔

(۱) آپ کے ذریعہ استحکام خلافت (۲) مدرسہ احمدیہ کا قیام

(۳) آپ کا درسِ قرآن وحدیث

استحکام خلافت

27 مئی 1908ء کو آپ خلیفہ بنے۔لیکن کچھ عرصہ بعد ہی عمائدین جماعت کا ایک طبقہ جن کے لیڈر جناب مولوی محمد علی صاحب اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ انہوں نے نظام خلافت کے خلاف پوشیدہ اور پھر کھلم کھلا اعتراضات شروع کئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین صدر انجمن ہے نہ کہ خلیفۃ المسیح ۔تفرقہ کے بیج بونے کی ہر ممکن کوشش کی گئی اور ہر چال چلی گئی۔لیکن خائب و خاسر رہے اور خدا نے جماعت احمدیہ کو خلافت کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشی۔

1908ء کے جلسہ سالانہ پر انہی منتظمین نے دوسرے مقررین کی طرح خلیفۃ المسیح کی تقریر کا بھی وقت مقرر کردیا۔ حضور ان کی چال کو بھانپ گئے۔حضور نے ظہر وعصر جمع کرنے کے بعد تقریر شروع کی اور نماز مغرب سے دس پندرہ منٹ قبل ختم کی۔

......چونکہ یہ خیالات ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پھیلائے جارہے تھے۔اس لئے حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے چند سوالات لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھجوائے تاکہ صورتحال سب پر عیاں ہوجائے۔حضور نے مولوی محمد علی صاحب کو وہ سوالات بھجوائے کہ جواب دیں۔ انہوں نے جو جوابات دیئے۔ان میں واضح ہوتا تھا کہ اصل جانشین انجمن ہے۔اس پر حضور نے فرمایا 40 مختلف آدمیوں کو سوالات بھیجے جائیں اور اس پر مزید فرمایا 31 جنوری 1909ء

کو جماعتوں کے نمائندے قادیان آئیں۔ 31 جنوری کی رات قیامت کی رات تھی۔ صبح فیصلے کا دن تھا کہ حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فجر کی نماز بیت مبارک میں پڑھائی اور سورۃ بروج کی تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَہُمۡ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَ لَہُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ

تو لوگوں کی چیخوں سے (بیت الذکر) میں کہرام مچ گیا۔ نماز کے بعد آپ تشریف لے گئے اور پھر اُسی روز جلسہ ہوا۔ آپ نے دوٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ اصل جانشین خلیفہ ہے اور اُسی مجلس میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی شامل تھے۔ انہیں دوبارہ بیعت کرنے کا حکم دیا جو انہوں نے کی۔

انہوں نے بیعت تو کر لی ...... لیکن باہر آ کر کہا ہماری سخت بے عزتی ہوئی ہے۔ اپنی ریشہ دوانیوں میں اور بڑھتے چلے گئے۔ 1913ء میں گمنام ٹریکٹ ''اظہار الحق'' کے عنوان سے شائع کئے جن میں خلیفہ وقت کی اہانت کی گئی اور پیغامیوں کے مذموم عزائم و عقائد کھل کر سامنے آ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ہر موقع پر انہیں ملزم کیا۔ آپ نے استحکام خلافت پر چار اہم نکات بیان کئے۔

فرمایا ''تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں نے بنایا ہوا ہے بلکہ میں اپنے مرزا کی (بیت) میں کھڑا ہوا ہوں۔ میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں انجمن مشیر ہے اور اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔ جس نے یہ لکھا کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو میں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نمازیں پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے یہ کام تو ایک ملا بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔''

(تلخیص آئینہ صداقت از حضرت مصلح موعود انوار العلوم جلد 6 صفحہ 193-194 ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

خلیفہ خدا بناتا ہے: ''سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل وسط 1912ء میں بنفس نفیس لاہور تشریف لے گئے اور 16 جون کو احمدیہ بلڈنگ میں ایک پُر قوت و شوکت خطاب کر کے شان خلافت کو ایسا واضح فرمایا کہ گویا دن ہی چڑھ گیا اور ہر مخلص احمدی پر پوری طرح نمایاں ہو گیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ فرمایا:

''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے ...... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے ...... پھر سن لو مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے **پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔''** (بدر جولائی 1912ء صفحہ 6)

خلافت ثانیہ کی واضح بشارت: حضورِ پُرنور نے دورانِ خطاب یہ بھی خبر دی کہ:

''خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈ اواٹر نہیں تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے میں جب مر جاؤں گا تو **پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔''** (بدر قادیان 11 جولائی 1912ء صفحہ 4 کالم 3)

فرماتے ہیں: ''تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنادیا ہے اور نہ اب تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے اگر تم زیادہ زور دو گے **تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔**

دیکھو میری دعائیں عرش پر سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو توبہ کرلو..... تھوڑے دن صبر کرلو **پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔''** (بدر قادیان 11 جولائی 1912ء صفحہ 4-5)

قارئین کرام! یہ لوگ صدر انجمن کے عمائدین بہت پڑھے لکھے اور ظاہری علوم سے لیس تھے لیکن جب انہوں نے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ سے ٹکر لی تو اس اولوالعزم اور متوکل انسان کو ہرگز کوئی گھبراہٹ نہ ہوئی جبکہ ان لوگوں نے قادیان چھوڑ کر لاہور جانے کا فیصلہ کر لیا تو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب گھبرائے ہوئے بھاگتے آئے اور حضور سے کہا وہ جا رہے ہیں آپ انہیں روک لیں۔ آپ نے فرمایا:

''میری طرف سے مولوی محمد علی صاحب کو جا کر کہہ دیں کہ اگر انہوں نے کل جانا ہے تو آج ہی قادیان سے تشریف لے جائیں۔''

مدرسہ احمدیہ کا قیام: آپ نے خلیفہ بننے کے بعد پہلی تقریر میں یہ فرمایا:

''دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی و منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ صورتحال یہ تھی کہ 1906ء میں تعلیم ..... سکول میں ایک شاخ دینیات حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں قائم ہوگئی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے خلافت کے بعد ایک الگ خالص دینی مدرسہ قائم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کا واضح رجحان یہ تھا کہ ہمیں سکول کو ترقی دے کر کالج بنانا چاہیے۔ لڑکوں کو وظائف دے دیں دنیاوی تعلیم حاصل کریں۔ الگ دینی مدرسہ کی ضرورت نہ ہے۔ لوگوں کو انہوں نے اپنا ہم خیال بنالیا۔ اس موقع پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب آئے اور آپ نے زبردست تقریر کی جس سے خیالات مدرسہ احمدیہ کے قیام کے حق میں پلٹ گئے۔

پس ابنائے جامعہ پر خلیفۃ المسیح الاوّل اور ثانی کا احسان ہے کہ مخالفین کی ایک نہ چلنے دی اور 1909ء میں مدرسہ

احمدیہ کا آغاز کر دیا گیا۔

اس وقت مخالفین کیا سوچتے تھے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرقع قادیان میں لکھا:

"خلیفہ نورالدین نے حکم دیا ہے کہ مرزا کی یادگار میں دینی مدرسہ قائم کیا جائے ہم اس مدرسہ کی تائید کرتے ہیں اُمید ہے کہ مرزا کے راسخ مرید جی کھول کر اس میں چندہ دیں گے کہ آخرکار یہ مدرسہ ہمارا ہوگا اور مرزائی خیال عنقریب نسیاً منسیاً ہوکر اُڑ جائے گا۔" (مرقع قادیان ستمبر، اکتوبر ۱۹۰۸ء)

خدا گواہ ہے اور ہم سب گواہ ہیں کہ اس مدرسہ کو قائم ہوئے سو سال ہونے کو آئے۔ اس کے فرزندوں نے "مرزائی خیال" جو دراصل محمدی خیال اور سوچ کی اتباع کا نام ہے کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا ہے۔ اور یہ خیال نسیاً منسیاً نہیں ہوا بلکہ مخالفانہ جھوٹی تعلیاں ھباءً منثوراً ہوگئی ہیں۔

درس قرآن وحدیث: قادیان میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں بھی درس کا آغاز کر دیا تھا اور آپ کا درس تشنگانِ علم و معرفت کے لئے آب شیریں تھا۔ آپ خدا کے وہ مطہر وجود تھے جن پر معارف قرآنی کھلتے تھے۔ آپ علوم قرآنیہ کی جولان گاہ کے شہسوار اور بحر عرفان کے شناور وجود تھے۔

درس کا یہ سلسلہ خلافت کے ساتھ بھی جاری رہا بلکہ آخری بیماری تک آپ کی یہ دلی تمنا ہوتی تھی کہ آپ کے گنجینۂ معارف سے لوگوں کو عطا ہو۔

واضح ہو کہ اپنے تو آپ کے درس قرآن وحدیث کے مداح تھے ہی۔ غیر بھی اس کے معترف تھے۔ معروف صحافی محمد اسلم قادیان آئے۔ اپنے تاثرات انہوں نے قلمبند کئے انہوں نے لکھا۔

"......مولوی نورالدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا۔ مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصتاً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرزِ عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے۔ اور ان کے آئینہ دل میں صداقت (دین حق) کا ایک ایسا زبردست جوش ہے جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعہ ہر وقت ان کے بے ریا سینے سے ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیض یاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی (دین حق) قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے...... مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی کہ ایک اسی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگاتار سارا دن کام کرتا رہتا ہے وہ متعدد طور پر آج کل کے تندرست وقوی ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے..... مولوی صاحب کے تمام حرکات و سکنات میں رفقاء علیہم السلام کی سادگی اور

بے تکلفی کی شان پائی جاتی ہے۔اس نے نہ اپنے لئے کوئی تمیزی نشان مجلس میں قائم رکھا ہے نہ کسی امیر وغریب کے لئے۔اور نہ تسلیم وکورنش اورقدم بوسی پیر پرستی کی لعنت کو وہاں جگہ دی گئی ہے۔''

''عام طور پر قادیان کی احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا۔تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشہ میں سرشار پایا گیا۔اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر رصادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے قادیان میں دیکھی کہیں نہیں دیکھی۔صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی بیت الذکر میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔دونوں احمدی......میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا موثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔حتّٰی کہ احمدی جماعت کے تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دکانوں اور احمدی مسافر مقیم مسافر خانے کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین (منظر) پیدا کر رہی تھی۔گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدسیوں کے گروہ درگروہ آسمان سے اتر کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے ،بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں۔غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔'' (تاریخ احمدیت جلد۳صفحہ۴۳۹)

حضرات گرامی! اس عاشق قرآن کی داستان لازوال ہے۔میں ختم کرتا ہوں آپ کی وصیت پر جو آپ نے وفات سے چند دن پہلے یعنی 4مارچ کو لکھوائی۔

''آپ نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کو قلم دوات لانے کا حکم دیا۔چنانچہ وہ قلم دوات اور کاغذ لے آئے اور آپ نے لیٹے لیٹے کاغذ ہاتھ میں لیا اور مندرجہ ذیل وصیت لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ علی رسولہ الکریم و آلہ مع التسلیم۔خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے......میرے بچے چھوٹے ہیں۔ہمارے گھر مال نہیں۔ان کا اللہ حافظ ہے ان کی پرورش......یتامیٰ ومساکین سے نہ ہو۔کچھ قرضہ حسنہ جمع کیا جاوے۔لائق لڑکے ادا کریں یا کتب جائداد وقف علی الاولاد ہو۔میرا جانشین متقی ہو ہر دلعزیز۔عالم باعمل ہو حضرت کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک ،چشم پوشی۔درگزر کو کام میں لاوے۔میں سب کا خیر خواہ تھا۔وہ بھی خیر خواہ رہے۔**قرآن وحدیث کا درس جاری رہے**۔والسلام''

دیکھیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی زندگی کے آخری لمحات میں بھی قرآن وحدیث کے درس کا خیال تھا۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

احمدیت کا یہ بطل جلیل اپنی تہتر سالہ بھرپور زندگی گذار کر ۱۳؍مارچ ۱۹۱۴ءکو خدا کے حضور حاضر ہوگیا۔خدا تعالیٰ آپ پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔

؎ چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ذکر خیر

ایک مردِ حق کی چند یادیں

(مکرم سید ساجد احمد صاحب امریکہ)

میں ضلع گجرات کی مجلس خدام الاحمدیہ کا معتمد تھا کہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ مجلس کے صدر (۱۹۶۶ تا ۱۹۶۹) کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے ماہانہ، سہ ماہی اور سالانہ رپورٹوں کے پیش کرنے کے انداز میں یہ نمایاں تبدیلی فرمائی کہ دنوں، ہفتوں، مہینوں کی کارکردگی کی تفصیلات سے صفحوں پر صفحے بھرنے کی بجائے عملی نتائج کو اختصار سے پیش کیا جائے۔ یہ لکھنے کی بجائے کہ دعوت الی اللہ کے لئے اتنے میل سفر کیا اور اتنے پمفلٹ تقسیم کئے، بس صرف یہ لکھا جائے کہ کتنی سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق ملی اور بارگاہ عالی میں پیش کی گئی قربانیوں کو فضل باری کے کیا کیا پھل لگے۔ اس تبدیلی کا مقصد یہ تھا کہ حصول مقصد کے لئے وہ طریقے استعمال کئے جائیں جو زیادہ بارآور ہوں۔ رپورٹوں کے انداز میں اس تبدیلی سے کارکنوں کی توجہ نتائج کی طرف مبذول ہوئی اور آہستہ آہستہ جیسے جیسے یہ مطمع نظر کارکنوں کے دل و دماغ میں بیٹھتا گیا۔ دنیا بھر میں بیعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور آپ کے دور خلافت میں ایک سال میں احمدیت کو قبول کرنے والوں کی تعداد لاکھوں افراد فی سال سے بڑھتے بڑھتے کروڑوں افراد فی سال تک جا پہنچی۔

☆ میں ۱۹۶۷ء سے ۱۹۶۹ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں طبیعات اور ریاضی کا طالب علم تھا اور فضل عمر ہوسٹل میں میرا بسیرا تھا۔ اس عرصہ میں مجھے بفضل خدا ہوسٹل کی مجلس خدام الاحمدیہ کی بطور زعیم خدمت کی توفیق بھی ملی۔ چوہدری محمد علی صاحب ہوسٹل کے وارڈن تھے۔ ان کی اجازت اور صوابدید سے ہم نے ہوسٹل میں چند اہم تقاریر کا انتظام کیا جن میں حضرت مصلح موعودؓ کے سلسلہ تقاریر ''سیر روحانی'' کے ایک حصہ کی ریکارڈنگ سنی گئی، مولانا ابوالعطا صاحب تشریف لائے اور اپنے پر معارف ارشادات سے نوازا، اور صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے اپنے خطاب سے ہوسٹل کے طلبا کو مستفید فرمایا۔

آپ کا خطاب مغرب اور عشا کی نمازوں کے درمیان تھا۔ ایک نماز آپ نے خود پڑھائی اور دوسری نماز آپ نے مجھے پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ آپ کا مبتدیوں کی حوصلہ افزائی کا یہ انداز مجھے بہت بھلا لگا۔

آپ نے اپنی تقریر کا عنوان نماز چنا۔ آپ کا اس موضوع کا چنا جہاں آپ کی نماز سے دلی محبت کا آئینہ دار ہے وہاں آپ کے اس احساس کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ اوائل عمر میں ہی احمدی نوجوانوں پر نماز کی اہمیت ظاہر کی جائے۔ اپنے دور خلافت میں آپ نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ نماز کی اس اہم دینی عبادت کا پورا پورا احترام کیا جائے اور اہم دینی مصروفیات کی بجا آوری بھی نماز کو اس کے پورے لوازم کے ساتھ ادا کرنے کے راستے میں حائل نہ ہو۔

اس روز آپ نے اپنے خطاب میں عقلی لحاظ سے نماز کی ضرورت واہمیت ثابت فرمائی۔نماز کے موضوع پر اس پہلو سے کی گئی تقریر مجھے یاد نہیں کہ پہلے کبھی سنی ہو۔لیکن افسوس کہ ریکارڈنگ کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے یہ علمی شاہکار محفوظ ہونے سے رہ گیا۔

اس موقع پر آپ ہمارے ساتھ عشائیے میں شامل ہوئے مجھے شرمندگی تھی کہ کھلے ہوئے آلو مرغن شوربے سے ڈھکے ہوئے تھے لیکن آپ نے بڑے شوق سے کھائے اور میرے دل کو بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو شکایت نہ ہوئی۔

اسی عشائیے کے دوران آپ نے اپنے اس خیال کا اظہار فرمایا کہ بیرونی اور غیر زبانیں اسی زبان میں سکھائی چاہئیں جس طرح کہ ایک ماں اپنے بچے کو اپنی مادری زبان اسی زبان میں ہی سکھاتی ہے،اور یہ کہ ایک زبان سیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ سیکھنے والا اسی زبان میں سوچنے لگے اور وہ زبان بولتے ہوئے اپنے ذہن میں اپنے خیالات کا کسی اور زبان سے ترجمہ نہ کر رہا ہو۔خداوند عظیم کا اپنے نیک بندوں سے کیسا سلوک ہوتا ہے! دیکھیں،اس وقت کوئی کہہ سکتا تھا یا سوچ سکتا تھا یا خیال کر سکتا تھا کہ ایک دن احمدیہ ٹی وی دن رات چلے گا اور دور دراز کے ملکوں میں دیکھا اور سنا جائے گا،اور اس پر آپ اس نظریے کی بنیاد پر اردو سکھائیں گے اور اس طرح دنیا بھر میں مختلف زبانیں بولنے والے،مختلف ملکوں میں گھر بیٹھے آپ سے اردو سیکھیں گے؟ ایسے واقعات دیکھ کر بھی اگر لوگ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے اپنے بندوں سے رحمت کے سلوک کو نہ پہچان سکیں،نہ جان سکیں،تو قصور کس کا؟

اب اسی نظریے کی بنیاد پر ایم ٹی اے (MTA) پر ماشاءاللہ اردو کے علاوہ اور زبانیں بھی سکھائی جاتی ہیں۔

☆ ربوہ میں قیام کے دوران ربوہ کی علمی اور روحانی فضا سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم سلسلہ کے چیدہ اکابرین سے بھی ملتے،ان کی سبق آموز باتیں سنتے،ان کی دعائیں حاصل کرتے اور ان کی صحبت سے روح کی تشنگی مٹاتے۔

ایک روز جمعہ کی نماز کے بعد ہم حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی رہائش گاہ پر جا وارد ہوئے۔آپ نے بڑی خوشی سے ہمیں اپنی بیٹھک میں بٹھایا اور اندرون خانہ تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں ہی رنگ برنگی ٹرالی ہماری لطافت طبع کے لئے لے آئے جو مٹھائیوں سے بھری پلیٹوں سے لدی تھی۔

آپ ان دنوں دنیا بھر کے خدام کے صدر کے عہدہ پر فائز تھے۔اس وقت کی آپ کی گفتگو آپ کے دینی جوش دعوت اور نشر و اشاعت کے دلی شوق کی آئینہ دار تھی جو ساری عمر آپ کا طرۂ امتیاز رہا۔بجائے اس کے کہ آپ اپنے علم و فضل کا ہم نوآموزوں پر رعب جماتے،آپ نے پیغام حق پہنچانے کی اہمیت و ضرورت دل میں جاگزین کرنے،اور ذہن میں بٹھانے، کے لئے متفرق مسائل پر قرآنی حوالے پوچھے اور سکھائے اور ہمارے شوق کی روح کو مہمیز دی اور پیغام حق کو پھیلانے کے عزم اور جوش کے ساتھ ہم آپ کے در سے روانہ ہوئے۔

☆ ربوہ میں مجھے کم از کم ایک جلسہ سالانہ پر ان کے ساتھ لنگر خانہ میں کام کرنے کا موقع اچھی طرح یاد ہے۔آپ خشک مزاج نہ تھے، بہت خوش اخلاق تھے اور بذلہ سنج اور پر مذاق بھی۔ایک شام ہنسی مذاق کی باتیں چل پڑیں تو آپ نے بھی اس میں حصہ لیا اور کچھ مذاق کی باتیں سنائیں۔

☆ پچھلے پہر ہوسٹل سے بیت مبارک جاتے ہوئے ہم وقف جدید کے دفتر کے باہر ایک لمبی قطار دیکھتے۔ایک روز پتہ کرنے پر معلوم

ہوا کہ یہ کوئی عجیب جگہ ہے کہ یہاں نہ صرف بیماری کی مفت تشخیص ہوتی ہے اور مفت دوا ملتی ہے بلکہ معالج کو ملنے اور نبض دکھانے کی بھی ضرورت نہیں، بس ایک سوالنامہ پر کر کے دے جاؤ محترم میاں طاہر صاحب علامات سے علاج تجویز کریں گے، اور اگلے روز آ کر دوا لے جاؤ۔

میرے ساتھی کو کوئی تکلیف تھی، انہوں نے سوالنامہ پر کر کے دے دیا۔ اگلے روز راستے میں دوائی کے لئے رکے۔ دوا دیتے ہوئے کارکن نے حیرت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا: یہ دوا تو اپھارے کے لئے ہے! میرے ساتھی دوا ساتھ تو لے آئے، لیکن استعمال نہیں کی۔

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ کچھ روز بعد ایک طالب علم کے پیٹ میں ایسی تکلیف ہوئی کہ کمر سیدھی کرنے سے معذور ہو گئے۔ میرے ساتھی نے انہیں فوراً اپنی دوا کی کئی خوراکیں دے دیں۔ دوا منہ میں پڑتے ہی وہ صاحب بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے اور بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے کمرے کو سدھار دئے۔ یہ پہلا معجزہ تھا جو ہم نے ہومیو پیتھک دوا کا دیکھا۔

حضور کے خدمت خلق کے اس جوش کو خداوند قدیر نے آسمان سے دیکھا اور آپ کے لئے اپنی جناب سے ایسے عظیم الشان سامانوں کا ایسا اعلیٰ انتظام مہیا فرمایا کہ آپ نے ٹیلی ویژن پر دنیا بھر میں علاج بالمثل کے علم کو پھیلایا اور چند سالوں میں بلا مبالغہ سینکڑوں اس علم کے ماہر ہو گئے اور ہر رنگ و نسل کے لوگوں کو دنیا بھر میں اس طریقہ علاج کا فیض پہنچنے لگ گیا۔ آپ کے اسباق خوبصورت تحریر میں دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئے۔

ان درسوں کے طفیل ہم سالوں سے اپنے گھر میں کئی موسمی بیماریوں کا مقابلہ معمولی قیمت کی ادویہ سے کر رہے ہیں۔ ایک بار ایک ڈاکٹر نے مجھے ایک آپریشن کا اندازہ ہزاروں امریکی ڈالر کا بتایا، میں نے سوچا کہ پہلے ہومیوپیتھی کو آزمانا چاہئے۔ جو کچھ مجھے حضور کے لیکچروں اور کتاب سے سمجھ آیا، اس کے مطابق دوا شروع کی، اور دعا کی، اور جب کچھ عرصے بعد اسی ڈاکٹر نے ناک کا معائنہ کیا تو بہت حیران ہوا کہ سب پالپس (Polyps) مفقود ہو چکے تھے۔ اسے اس بات سے مزید حیرت ہوئی کہ دوا چند ڈالر سے زیادہ کی نہ تھی۔

☆ مجھے اس بات کا ہمیشہ فخر رہے گا کہ میرے طالب علمی کے دور میں آپ نے بغیر میرے علم کے مجھ پر انتہائی اعتماد کرتے ہوئے ایک اہم قومی خدمت کے لئے مجھے چنا اور مجھے اپنے ہاتھ سے لکھ کر معززین تک پہنچانے کے لئے پیغامات دیئے جو میں نے شہر بشہر جا کر خاطر خواہ طور پر پہنچائے۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ تقریباً آدھے ملک کے سفر سے واپسی کے بعد میں نے جو رپورٹ پیش کی، آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ میں اس زمانے میں ایک عام طالب علم تھا اور میرے پاس نہ تو کچھ زادِ راہ تھا اور نہ ہی میں نے ان علاقوں کا پہلے کبھی سفر کیا تھا۔ میرے والد مرحوم کی روح پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں کہ ان کی اجازت، دعا اور سرپرستی کی بدولت مجھے اس سفر کی توفیق عطا ہوئی۔ مجھے اس بات کی اور بھی خوشی ہے کہ اس کوشش کے آخری نتائج میری رپورٹ کے مطابق برآمد ہوئے۔

☆ میں لاہور میں پنجاب یونیورسٹی میں پڑھتا تھا، آپ ایک دفعہ لاہور تشریف لائے تو مجھے ملنے کے لئے بلایا۔ اسی روز آپ نے نئی کار سن بیم (Sunbeam) خریدی تھی۔ ایک احمدی طالب علم لیڈر بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہمیں ان کی نئی کار کی سواری کی برکت بھی میسر آئی۔ مختلف معاملات پر گفتگو فرماتے رہے اور شام کو بجائے اس کے کہ ضروری باتوں کے بعد ہمیں خدا حافظ کہہ دیتے، آپ ہمیں

عشائیے کے لئے اپنے ساتھ شیراٹن لے گئے۔ باورچی کو بلایا اور اپنی پسندیدہ روٹی بنا کر لانے کا ارشاد فرمایا جو اپنے مزے اور ساخت میں منفرد تھی۔

☆ اپنے خلیفہ بننے سے پہلے آپ امریکہ تشریف لائے۔ آپ کے سان فرانسسکو (San Francisco) قیام کے دوران مجھے آپ کو اپنی کار میں مختلف مقامات پر لے جانے کا موقع میسر آیا۔ میں تھوڑا عرصہ پہلے ہی افریقہ سے آیا تھا۔ ایک روز مجھ سے وہاں کے حالات پوچھے اور بتایا کہ انھیں ایسی باتوں کے جاننے کی ضرورت ہے کیونکہ انہیں کبھی کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تحریک جدید کے کام بھی دے دیتے ہیں۔

آپ کی اس چند روزہ معیت میں جو ایک اہم بات میں نے آپ سے سیکھی اور اس سے ہمیشہ فائدہ اٹھایا وہ بات یہ تھی کہ آپ جب سفر میں ہوتے یا جب سفر سے واپس گھر پہنچتے تو نماز کو دوسرے کاموں پر ترجیح کا یہ طریق کار نہ فرماتے کہ پہلے جلدی سے نماز پڑھ لی جائے اور پھر دوسرے کاموں کی طرف آرام سے توجہ کی جائے، بلکہ پہلے ان کاموں سے فارغ ہو لیتے جو نماز کو پوری توجہ دینے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہوں اور پھر وقتی فکروں سے ذہن کو آزاد کر کے پوری لگن اور محویت کے ساتھ حضرت احدیت میں پیش ہوتے اور نماز کے ہر رکن کو بہت سنوار سنوار کر ادا فرماتے کہ آپ کو نماز میں دیکھنے والے کو بھی آپ کی نماز کا اور آپ کی اپنے پیارے خدا سے محبت کا لطف محسوس ہوتا۔

☆ ابھی آپ خلیفہ کے منصب پر سرفراز نہیں ہوئے تھے کہ ۱۹۸۲ میں میرا ربوہ جانا ہوا۔ آپ نے مجھے بیت مبارک میں دیکھا تو بڑی چاہت سے ملے اور وقف جدید کے دفتر میں آکر ملنے کو کہا۔ ملاقات کافی دیر تک جاری رہی اور آپ نے بہت سے معاملات پر گفتگو فرمائی، مثلاً ایران میں پیغام حق پہنچانے کے لئے کیا ذرائع مفید ہو سکتے ہیں۔ اپنے خلیفہ بننے کے بعد آپ نے آڈیو کیسٹس کا تعلیم و تربیت کے لئے استعمال جس طرح دنیا بھر کے احمدیوں کے درمیان عام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کے خطبوں کی آڈیو کیسٹ کا گھر گھر انتظار کیا جاتا اور ملنے پر سب چھوٹے بڑے ان سے مستفید ہوتے۔ MTA کے آغاز اور انٹرنیٹ پر خطبات کی اشاعت کے شروع ہونے تک آپ سے دور رہنے والوں کے لئے آپ کی زبان میں خطبہ سننے کا عام ذریعہ یہ ٹیپیں ہی تھیں۔

انہیں احمدی دوستوں کی فلاح و بہبود کا بھی بہت خیال تھا، چنانچہ اس ملاقات میں انہوں نے اس بات کو بھی چھیڑا کہ بیرونی ملکوں کی گھریلو اور صنعتی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملکی احمدیوں کو ایسا علم کیسے مہیا کیا جا سکتا ہے کہ وہ کم از کم سرمایہ لگا کر، یعنی سرمائے کی کمی اور اپنی کم مائیگی کے باوجود، ایسی مصنوعات تیار کر سکیں جو انہیں معاشی اور اقتصادی لحاظ سے استحکام اور استقلال بخشیں۔ چنانچہ اسی وقت ہم نے ایسی چیزوں کی ایک فہرست بھی بنانا شروع کی۔ امریکہ واپس آکر معلومات اور خیالات کا آپس میں تبادلہ ہوتا رہا۔ ایک خط میں آپ نے ایسی صنعتوں کے بارے میں لکھا:

جاپان ان چیزوں میں بہت ترقی کر گیا ہے۔ امریکہ کے احمدی سائنسدانوں کو بھی چاہئے کہ کچھ تخلیقی کام شروع کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ اور تعاون رکھیں۔

یہ ایک ایسی نصیحت ہے کہ اس پر ہر ملک میں عمل ممکن ہے اور اس پر عمل کرنا انفرادی اور قومی دونوں لحاظ سے بہت مفید نتائج کا

حائل ہوسکتا ہے۔

☆ آپ کے خطوط خشک اور مطلب سے مطلب رکھنے والے نہیں ہوتے تھے بلکہ ان میں ذاتی دلچسپی، ہمدردی، اور دوستی رچی بسی ہوتی تھی۔ مخاطب کے اہل وعیال اور ان کے مسائل کا نہ صرف علم ہوتا تھا بلکہ ان معاملات میں حتی المقدور عملی مدد فرماتے۔ اپنے جاننے والے صاحبانِ مقتدرت کو مشکلات کے حل میں مدد کے لئے لکھ دیتے، اپنے جاننے والوں کے بچوں کے رشتہ ناطہ میں مدد فرماتے، بیماریوں میں نسخے اور مشورے، جاننے والوں اور ان کے قریبیوں کی اخلاقی اور روحانی حالت پر نظر اور ہر ممکن طور اصلاح کی کوشش۔ آپ کو سب سے زیادہ دلچسپی دعوت الی اللہ کی کوششوں میں تھی جن میں فوری ہدایات فرماتے اور مشوروں سے نوازتے۔ یہ باتیں زمانۂ خلافت سے پہلے کی ہیں۔ منصبِ خلافت سنبھالنے کے بعد یہ خوبیاں اپنی شدت، وسعت اور عظمت میں پہلے سے بڑھ کر اجاگر ہوئیں۔

چنانچہ دعوت الی اللہ کے ذکر پر ایک بار تحریر فرمایا:

مجھ کو اس سے بڑی خوشی کیا ہوسکتی ہے کہ ہر احمدی ''داعی الی اللہ'' بن جائے اور سعید روحوں کو احمدیت کے جھنڈے تلے لانا شروع کردے۔

میں نے ایک خط میں بوسنین مہاجرین سے رابطے کا ذکر کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے نامہ ملا:

ان لوگوں سے رابطے بڑھائیں اور تعلق قائم کریں لیکن ان کو کھل کر بتادیں کہ ہم کون لوگ ہیں اور دوسرے ہمارے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں اور جھوٹے پراپیگنڈے کرتے ہیں۔ انہیں بتا دینا چاہئے کہ دوسرے لوگ بھی آپ کے پاس آئیں گے اور ہمارے بارہ میں جھوٹی باتیں بیان کرکے آپ کو ہم سے متنفر کریں گے اور اس قسم کی باتیں کریں گے لیکن حق یہی ہے جو ہم بیان کررہے ہیں اور آپ نے اسی کو اختیار کرنا ہے اور دوسروں کی باتیں سن کر اس کو چھوڑنا نہیں بلکہ اس پر زیادہ مضبوطی سے قائم ہونا ہے۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے رسائل یعنی النحل اور ...... سن رائز (Sunrise) ملنے پر خوشنودی کا اظہار فرماتے۔ میں کوئی ماہر فوٹو گرافر نہیں لیکن ایڈیٹر صاحب نے میری لی ہوئی ایک تصویر کو ماہنامہ النحل کے سرورق پر شائع کیا تو آپ نے ایسا پسند فرمایا کہ اس تصویر کا نیگیٹو (negative) طلب فرمایا۔

☆ اپنی بے انتہا مصروفیات کے باوجود کچھ وقت سیر وتفریح کے لئے بھی رکھتے تھے۔ لاس اینجلس کے ایک دورے کے دوران میں خدام کے ساتھ بیئر جھیل (Bear Lake) تشریف لے گئے۔ وہاں مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے خورد ونوش کا خوب انتظام کیا ہوا تھا۔ جھیل پر آپ تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ تھے، مجھے مولانا چوہدری منیر احمد صاحب نے اپنی کشتی میں آنے کی عزت بخشی، اور اس موٹر کشتی کو ایسے مہمیز دی کہ وہ پانی پر اڑنے اور اچھلنے لگی۔ میرے سب احتجاج بے اثر ثابت ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایسی طوفان خیز کشتی رانی کا پہلے سے تجربہ تھا کہ سب کو سلامت لب ساحل لے آئے۔ بنگلے اور جھیل پر دوستوں کے ساتھ تصویریں بھی لی گئیں۔

ان دنوں میرے ذمہ امریکہ کے خدام کی قیادت تھی، سو واپسی پر میری کار کو ہراول کار کی ذمہ داری ملی۔ میں اس جگہ اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا اور میرے پاس نقشہ بھی نہیں تھا۔ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے راستہ بڑے موڑوں والا اور تنگ تھا، سیدھا نہ تھا، جب

میں قلم تو تھا لیکن کاغذ نہ ملا چنانچہ ایک کھانے کی کاغذ کی پلیٹ پر آتے ہوئے جو رستہ لیا تھا، اس کے اشارے لکھ لئے، یہاں دائیں، وہاں بائیں، ادھر مشرق، ادھر مغرب، اور سوچا کہ واپسی پر ان اشاروں کے مخالف چلتے جائیں گے۔ لیکن واپسی کے شروع میں ہی غلط موڑ لے لیا۔ بڑی پریشانی کی صورت حال پیدا ہوئی، پیچھے حضور کی کار تھی اور اس کے پیچھے کئی اور کاریں۔ میں نے دعا شروع کر دی اور غلط رستے پر ہی چلتا گیا۔ خداوند باری کی مدد ایسے ظاہر ہوئی کہ ایک چوک گذرنے کے بعد ہی جس رستے سے ہم یہاں آئے تھے اس سے بھی سیدھا رستہ واپسی کا مل گیا اور جو اشارے لکھے تھے ان کی ضرورت تک نہ رہی۔ خدا نے نہ چاہا کہ اس کے پیارے خلیفہ کو یہ چھوٹی سی تکلیف بھی ہو یا زائد سفر میں زیادہ وقت صرف ہو۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت میں کئی دفعہ امریکہ کا دورہ فرمایا، اور امریکہ تشریف لانے والے آپ دوسرے خلیفہ تھے۔ اپنے ایک دورے میں آپ نے وینکوور (Vancouver) کینیڈا جاتے ہوئے راستے میں سیاٹل (Seattle) امریکہ میں قیام فرمایا۔ شام کو وقت کم رہ گیا تھا، شمع کے گرد پروانوں کا ہجوم تھا اور سوال یہ تھا کہ محفل سوال و جواب ہو یا ملاقاتیں۔ آپ نے مجھے فیصلے کا اختیار دے دیا۔ میں نے تشنہ دلوں کے پُرشوق چہروں پہ نظر ڈالی، عورتوں اور بچوں کا سوچا کہ خدا جانے انہیں ملنے کا دوبارہ کب موقع ملے اور ملاقات کے حق میں اپنی رائے آپ کی خدمت میں عرض کر دی جسے آپ نے وقت کی پابندی کی شرط کے ساتھ قبول فرمالیا۔ تصویریں لینے کے لئے کیمروں اور فلم کا انتظام، مشتاقین کی فہرستیں بنانے کا انصرام، ملاقات کے کمرے کی تیاری، کس کی پہلے اور کس کی بعد میں باری، یہ سارے کام بہت سارے دوستوں کی توجہ اور فوری پیشکش اور بروقت عملی اقدام سے سرانجام پائے۔ اس روز ملاقات کا ہو جانا اس علاقے کے احباب اور دوستوں کے لئے آپ کے ساتھ تصویروں کی صورت میں آپ کی ایک ابدی یادگار چھوڑ گیا کیونکہ اس مردِ حق کا اس شہر میں دوبارہ آنا نہ ہو سکا۔

☆ آپ اس جہانِ فانی سے تو کوچ کر گئے لیکن حزیں فرزندانِ احمدیت کے پاس بہت سی یادوں کے پُر محبت اور خوبصورت پھول چھوڑ گئے: آپ کے ساتھ بنوائی ہوئی تصویریں، آپ کے حسنِ خطابت کا لطف، آپ کے ساتھ گذارے ہوئے چند لمحے، ایم ٹی اے، علمی و تربیتی خطبات، بلند پایہ تحقیقی تحریریں اور دل گرما دینے والے اشعار۔ ان یادگار پھولوں کی خوشبو خلافت کی وہ برکتیں ہیں جو آپ کے ذریعے ہمیں ملیں، خداوند باری کے وجود اور اس کی عظمت و جبروت کے وہ نشانات ہیں جو ہم نے آپ کے ذریعہ دیکھے، خداوند باری کا وہ عرفان ہے جو آپ کے ذریعے ہم تک پہنچا، روحانیت کی وہ منزلیں ہیں جو ہم نے آپ کے قدم بقدم طے کیں۔ بلکہ آپ سے ملنے، آپ کو سننے، یا آپ کے ساتھ تصویر بنوانے کے پس پردہ دراصل انہی الٰہی نعمتوں کے حصول کی چاہتیں اور خواہشیں ظاہر یا پوشیدہ طور پر کارفرما تھیں۔

یہ یادیں تو وہ دریچے ہیں جن کے کھولنے سے ہم اس فانی اور بے ثبات دنیا میں اپنے پیارے خدا کا پیارا چہرہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی برکات سے، اپنے سامنے روشن پاتے ہیں، تشکر احسان کے طور پر ہم پر واجب ہے بلکہ لازم ہے کہ ہم آپ کی کوششوں کو آپ کی یاد میں زندہ رکھنے کے لئے اپنی خداداد صلاحیتوں کا کما حقہ استعمال کرتے ہوئے، آسمانی صحیفوں میں نوشتہ نصرتِ حق کے وعدوں کے سائے میں، دعوت الی اللہ کے کام کو خلافت خامسہ کی قیادت میں اس کے انتہا تک پہنچا دیں۔

☆☆☆☆

وہ بندہ ہے اس میں خدا بولتا ہے

مکرم سید طاہر احمد زاہد صاحب

خلافت کا دیکھو عجب معجزہ ہے
وہ بندہ ہے اس میں خدا بولتا ہے
جو دیکھیں تو ملتی ہے آنکھوں کو ٹھنڈک
وہ بولے تو کانوں میں رس گھولتا ہے
چلے تو ہوائیں ادب میں کھڑی ہوں
رکے تو نظارہ قدم چومتا ہے
خلافت سے پہچان ہر احمدی کی
خلافت نے مُردوں کو زندہ کیا ہے
خلافت وہ اُمید کی روشنی ہے
اندھیروں میں جس نے اُجالا کیا ہے
زمانے کے طوفان اور آندھیوں میں
یہی وہ شجر ہے جو پھولا پھلا ہے
خلافت وہ جھونکا ہے بادِ صبا کا
کہ صحرا کو بھی جس نے دریا کیا ہے
خلافت ہی وہ نور انسانیت ہے
کہ جینے کا جس نے سلیقہ دیا ہے
رہے گی قیامت تلک اب خلافت
خدا کا یہ وعدہ یہی فیصلہ ہے
خلافت وہ زنجیر ہے جس نے زاہد
بنی نوعِ انساں کو یکجا کیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے حضور عقیدت کی چند کلیاں

(کلام: مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ اسلام آباد)

اے مسیحؑ، اے عظمت کے زندہ نشاں
تو محمدؐ مصطفیٰ کے دین کا ہے پاسباں
جل چکے تھے سب شجر اور راکھ اُڑتی تھی یہاں
رحمتِ رب نے تجھے بھیجا بشکلِ باغباں
سارے اہلِ علم تھے حیران و بے بس نوحہ خواں
دین کی حالت یہ تھی گویا مریضِ نیم جاں
تُو وہ پانی تھا جو آیا آسماں سے وقت پر
دین کے اُجڑے چمن کو کر دیا جنت نشاں
ایک مدھم سی صدا گمنام وادی سے اُٹھی
اور پھر دُنیا میں گونجی مثلِ آوازِ اذاں
تو وہ زمزم تھا جو پھوٹا سرزمینِ ہند سے
تیرے دم سے ہو گئیں سیراب بنجر وادیاں
بانسری تُو نے محبت کی بجائی اے کرشن
مست و بے خود ہو گئے اس دھن پہ حق کے قدرداں
وادیٔ گنگا میں گونجا نعرۂ بے خود ترا
وادیٔ جمنا میں مہکیں عشق کی سرگوشیاں
تیرے منکر دیکھ نہ پائے خدا کی رمز کو
اپنی نابینائی کے باعث تھے حیراں بدگماں
تو خدا کی گود میں تھا مثلِ طفلِ شیر خوار
تھا خدا تیرے لئے مانندِ پدرِ مہرباں
چاند اور سورج ہوئے تاریک تیرے واسطے
تا زمانہ دیکھ لے قرآن کی سچائیاں
زلزلہ برپا کیا ہر سُو تیری للکار نے
تیرا آنا اک قیامت کی طرح تھا الاماں
کوئی کہتا تھا تجھے مکار کوئی مفتری
بولتے تھے سارے حاسد اپنی اپنی بولیاں
کافر و ملحد کہا، دجال اور کاذب کہا
کفر کے نعروں سے گونجا آخرش ہندوستاں
ہر مکذب نے مگر چکھی اہانت کی سزا
ہر مکفر بن گیا عبرت کا اک زندہ نشاں
تو نے سمجھایا کہ بغضِ انبیاء اچھا نہیں
یہ ہیں شیروں کی کچھاریں اور ہے جاں کا زیاں
وار ہر بدخواہ کا اُس پر پلٹ کر جا پڑا
تیرے سر سے پاؤں تک وہ یار تھا تجھ میں نہاں
وار کوئی دینِ احمدؐ پر تو سہہ سکتا نہ تھا
یوں تڑپ اُٹھتا تھا دِل گویا ہو رقصِ بسملاں

لٹ گیا تھا دین کے غم میں ترا چین و قرار
تیری آنکھوں سے رواں تھیں آنسوؤں کی ندیاں
کھا رہا تھا دیں طمانچے دشمنوں کے ہاتھ سے
تو نے رخساروں پہ جھیلے اُن طمانچوں کے نشاں
پڑ رہے تھے دینِ احمدؐ پر تبر ہر سمت سے
تو نے سینے پر لئے سب وار ساری برچھیاں
تجھ کو جو کچھ بھی ملا سب مصطفےٰؐ کے فیض سے
دین کے موجد محمدؐ، تو تھا دیں کا پاسباں
اک تحدی ہے تری تحریر میں تقریر میں
تو ہی سلطان القلم ہے تو ہی سلطان البیاں
دبدبہ ہے، رعب ہے گفتار میں للکار میں
شیرِ نر بن کر جیا تو دشمنوں کے درمیاں
ہر دلیل ایسی جو کفر و شرک کا دل چیر دے
ہر مکذب، ہر مکفر کے لئے تیغ بُراں
تو مقابل کفر کے اک برق تھا اک قہر تھا
اہلِ ایماں کے لئے لب تھے ترے شکرفشاں
عشقِ مولا کا تری رگ رگ میں تھا ایسا رچا
نوجوانی ہی میں دِل کو بھا گئیں تنہائیاں
تھا ''مسیتڑ'' کا لقب تجھ کو لڑکپن سے ملا
تھی اوائل عمر سے ...... تری جائے اماں
تو تھا وہ شاہی محل جس کو بنانے کے لئے
کر دیئے مسمار خود قدرت نے بوسیدہ مکاں

گالیاں سن کر دُعا دی پا کے دُکھ احساں کیا
عجز تیری ڈھال تھی متکبروں کے درمیاں
دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہ تھی
ہو گیا دشمن جہاں ملتی نہ تھی جائے اماں
قوم پر پژمردگی چھائی تھی دِل مایوس تھے
نت نئے دیکھے نشاں تو ہو گئے جذبے جواں
بارشِ الہام سے دھو کر مصفا کر دیا
اٹ گئے تھے دہریت کی دُھول میں پیر و جواں
مرہم عیسیٰ نے دی تھی صرف عیسیٰ کو شفا
تیری مرہم سے شفا پاتا ہے لیکن اک جہاں
''وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے''
اے سخی تو نے لٹائے ہیں وہ بھر بھر جھولیاں
تو نہ بے موسم کے آیا تھا نہ بے موسم گیا
کام کو پورا کیا اے کامیاب و کامراں
سوچتی ہوں ایک انساں ایک دُنیا بن گیا
ایک نفسِ واحدہ سے پھر بنا کامل جہاں
ذکر نے تیرے کناروں کو زمیں کے چھو لیا
ہو گئے دُشمن ترے دُنیا میں بے نام و نشاں
کس طرح عرشی سمیٹوں میں بھلا تاریخ کو
ہے سوا سو سال پر پھیلی ہوئی یہ داستاں

☆☆☆

اخبارمجالس

(مرتبہ: مکرم مسعود احمد سلیم صاحب)

☆ **رپورٹ جلسہ ''یوم خلافت'' اورنگی ٹاؤن کراچی:** مورخہ 18 مئی 2008ء بروز اتوار حلقہ اورنگی ٹاؤن کراچی کو جلسہ ''یوم خلافت'' منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ حاضری انصار 45، خدام 64، اطفال 69، لجنات 75، ناصرات 23۔کل حاضری 276۔اسی طرح مجلس اورنگی ٹاؤن کو مورخہ 25 مئی 2008ء بروز اتوار احمدیہ حال کراچی میں جلسہ ''یوم خلافت'' منعقد کروانے کی توفیق ملی جلسہ کے روز دو بسوں کے ذریعہ بیت الحفیظ سے احمدیہ ہال جانے اور واپس آنے کا انتظام کیا گیا۔کل حاضری 146، انصار 39، خدام 66، اطفال و بچے 41۔

☆ **رپورٹ صد سالہ خلافت جوبلی پروگرام جماعت احمدیہ جیکب آباد:** جماعت احمدیہ جیکب آباد نے مورخہ 23 مئی 2008ء جمعۃ المبارک جلسہ صد سالہ خلافت جوبلی منعقد کیا۔جس میں مکرم مبارک احمد صاحب مربی سلسلہ سکھر نے مہمان خصوصی کے طور پر تقریر کی۔حاضری انصار 8، خدام 4، اطفال 1، لجنہ 11، ناصرات 5، بچگان 3۔کل حاضری 34

☆ **رپورٹ ''صد سالہ خلافت جوبلی ڈے'' مجلس انصاراللہ اورنگی ٹاؤن کراچی:** مورخہ 27 مئی 2008ء کا آغاز انفرادی و اجتماعی تہجد سے ہوا۔اجتماعی تہجد 44، انفرادی 8، کل 52، بیت الحفیظ اور بیت الحمد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب اجتماعی طور پر 61 انصار نے سنا اور 11 انصار نے انفرادی طور پر سنا اس طرح کل تعداد 72/79 رہی۔اجتماعی طور پر جماعت نے 9 بکرے مبلغ -/27000 روپے کے صدقہ کئے۔ 35 انصار نے -/24178 روپے صدقہ وخیرات کئے۔ 4 انصار نے 21 مہمانان کو MTA کی نشریات دکھائیں۔حلقہ کے 8/9 نومبائعین نے 'صد سالہ خلافت جوبلی' کی تقریبات میں حصہ لیا۔

☆ **قرارداد تجدید عہد مجلس انصاراللہ حلقہ ڈیفنس لاہور:** خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر مجلس انصاراللہ حلقہ ڈیفنس لاہور نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں یہ تحریک پیش کرتے ہوئے اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھے رکھنے اور خلافت کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے عزم کا اعادہ کیا۔

☆ **رپورٹ جلسہ یوم خلافت مجلس انصار اللہ حلقہ ڈیفنس لاہور:** مجلس انصار اللہ حلقہ ڈیفنس کو مورخہ 22 مئی 2008ء بروز جمعرات جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں ایک نومبائع طفل نے خلافت کے موضوع پر انگریزی میں نظم پڑھی۔ اس جلسہ مرکز کے نمائندہ خصوصی مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ نے "حضرت مسیح موعودؑ کے لاہور کے آخری سفر ماہ اپریل و مئی 1908ء کے بارہ میں ایمان افروز اور تاریخی حقائق بیان کئے۔ حاضری انصار 107، خدام 55، اطفال 33، نومبائعین 23، کل حاضری 218۔

☆ **رپورٹ مجلس مذاکرہ جماعت احمدیہ ڈیفنس لاہور:** مجلس انصار اللہ ڈیفنس لاہور کے تحت مورخہ 17 مئی 2008ء بروز ہفتہ محفل مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں محترم حمید اللہ صاحب مربی حلقہ نے حاضرین کے سوالوں کا جوابات دیئے۔ جلسہ کے اختتام پر کھانا بھی حاضرین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حاضری انصار 20، خدام 5، مہمانان 2، کل حاضری 27

☆ **رپورٹ تعلیم القرآن کلاس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور:** مجلس انصار اللہ ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے زیر انتظام تعلیم القرآن کلاس مورخہ 31 مئی 2008ء منعقد ہوئی۔ حاضری انصار 6، خادم 1، اطفال 2 کل 27

☆ **رپورٹ صد سالہ خلافت جوبلی ڈے مجلس انصار اللہ دارالذکر فیصل آباد:** مجلس انصار اللہ فیصل آباد نے 27 مئی 2008ء کا آغاز نماز تہجد سے کیا۔ جس میں حاضری 75/104 رہی۔ احباب جماعت اور مہمان دوستوں میں بھی شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس طرح سے دعوت الی اللہ کا ایک وسیلہ بن گیا۔ ایک بکرا صدقہ کیا گیا احباب جماعت کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ پیارے آقا کے خطاب کے موقع پر ہر ڈش سنٹر پر حاضری سو فیصد رہی۔

☆ **رپورٹ کارگزاری صد سالہ خلافت جوبلی ڈے مجلس انصار اللہ پشاور روڈ راولپنڈی:** خلافت جوبلی روحانی پروگرام کے تحت 102 انصار روزانہ خلافت جوبلی دعاؤں کا ورد کرتے رہے اور 40 انصار نے روزہ رکھا۔ تین جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کئے گئے جس میں 87 مہمانان شریک ہوئے۔ مجلس کے موصیان کی تعداد 62/120 جبکہ اراکین عاملہ سو فیصد موصیان ہیں۔

مورخہ 23 مارچ کو جماعت احمدیہ راولپنڈی کے ملکیتی قبرستان میں وقار عمل کیا گیا حاضری انصار 45 اطفال 5

مورخہ 23 مارچ کو شاہ پور ڈیم پر پکنک کا اہتمام کیا گیا جس میں مختلف علمی مقابلے بھی منعقد ہوئے۔ حاضری انصار

35 اطفال 5۔

مرکز کی ہدایت کے مطابق ابھی تک 60,000 روپے بسلسلہ خریداری ایمبولینس جمع کئے جا چکے ہیں مزید کوشش جاری ہے۔جلسہ صد سالہ خلافت جوبلی منعقد کیا گیا حاضری انصار 80۔

27 مئی 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی ڈے کا آغاز تہجد سے کیا گیا حاضری 95 رہی۔مجموعی طور پر 7 بکرے صدقہ کئے گئے۔کل 140 گھرانوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

☆ **ھدیہ تہنیت از مجلس انصار اللہ دارالذکر فیصل آباد**: صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء پر مجلس انصار اللہ دارالذکر فیصل آباد نے ہدیہ تہنیت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں پیش کیا گیا۔جس میں مبارکباد کے علاوہ ہجر کی ویرانیوں کو صبر کے گلستانوں میں تبدیل ہونے کی دعا کی درخواست بھی کی گئی۔خلافت سے تا قیامت وابستگی کے عزم کا اظہار کیا گیا۔نیز 2007ء کی کارکردگی پر مجلس ہذا پاکستان میں اوّل قرار پائی اور علم انعامی کی مستحق ٹھہرنے پر دعا کی درخواست کی گئی کہ مولا کریم ہر ایک کو فعال خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ **رپورٹ صد سالہ جوبلی پروگرام مجلس انصار اللہ النور راولپنڈی**: مجلس انصار اللہ النور راولپنڈی نے 27 مئی 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی کا آغاز اجتماعی و انفرادی نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد اجتماعی دعا سے کیا۔مجلس کی طرف سے ایک بکرا صدقہ کر کے غرباء و مساکین میں تقسیم کیا گیا۔مجلس کے چاروں حلقوں کے 120 گھرانوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب اجتماعی طور پر ایوان توحید میں سنا گیا۔

☆ **رپورٹ اجتماع نومبائعین مجلس انصار اللہ ضلع مظفر گڑھ**: مورخہ 13 اپریل 2008ء کو اجتماع نومبائعین ضلع مظفر گڑھ بمقام علی پور منعقد ہوا۔جس میں 6 جماعتوں کے 83 نومبائعین نے شمولیت کی۔اس اجتماع میں مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب قائد تربیت نومبائعین نے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے شمولیت کی۔

☆ **رپورٹ جلسہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ حیدر آباد**: مورخہ یکم جون 2008ء کو جلسہ صد سالانہ خلافت جوبلی بیت الظفر میں صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوا اس موقع پر مرکز سے تشریف لائے ہوئے مہمان گرامی محترم مبشر احمد کاہلوں ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی نے نہایت دلکش پیرائے میں ”خلافت کے مقام اور برکات“ پر روشنی ڈالی۔اڑھائی گھنٹے تک جاری رہنے والے ایمان افروز اس پروگرام کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔جلسہ کی مجموعی حاضری 888 رہی۔

☆ **صد سالہ خلافت جوبلی پروگرام مجلس انصاراللہ ڈیفنس لاہور**: مورخہ 27 مئی 2008ء کو دن کا آغاز تہجد سے کیا گیا جس میں انصار کی تعداد 108 رہی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب لئے مختلف گھروں میں ڈش لگوائی گئیں۔کل 137 سنٹرز میں حضور انور کا خطاب سنا گیا۔مجلس انصاراللہ کی طرف سے 430 ڈبے شیرینی کے تقسیم کئے گئے ایک قرارداد منظور کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کر دی گئی۔

☆ **رپورٹ سیمینار بر موضوع ''سیرت و کارہائے نمایاں سیدنا حضرت ابوبکرؓ'' مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ**: مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کو مورخہ 6 مئی 2008ء بروز منگل بعد نماز عصر بیت ناصر دارالرحمت غربی میں ''سیرت و کارہائے نمایاں سیدنا حضرت ابوبکرؓ'' کے موضوع پر سیمینار منعقد کروانے کی توفیق ملی۔مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کی صدارت میں پہلی تقریر مکرم ظفر احمد ظفر صاحب نے ''سیرت حضرت ابوبکرؓ'' پر کی۔جبکہ سیمینار کی دوسری تقریر مکرم نصیر احمد انجم صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ و ایڈیٹر رسالہ انصاراللہ نے بر موضوع ''کارہائے نمایاں سیدنا حضرت ابوبکرؓ '' کی۔جس میں نہایت دلکش پیرائے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا امت مسلمہ کو غم سے نکال کر خلافت کی نعمت سے بہرہ ور کرنا اور خلافت ہی کے ذریعہ خوف کی حالت کو امن کی حالت میں بدل دینے کا ذکر فرمایا۔اجلاس کے اختتام پر مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم صاحب اعلیٰ نے اختتامی کلمات ادا کئے۔سیمینار میں قریباً 250 انصار بھائیوں نے شرکت کی۔

☆ **رپورٹ صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات مجلس پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ**: مجلس پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ میں 22 مئی 2008ء کو نفلی روزہ اور نماز تہجد اجتماعی ادا کی۔حاضری انصار 5،خدام 9،لجنہ 20،کل 34۔

مورخہ 23 مئی 2008ء کو 40 خدام اور 30 اطفال نے تقریباً دو دن جلسہ کی جگہ وقار عمل کیا۔

مورخہ 25 مئی 2008ء کو آٹھ جماعتوں کا اجتماع پنڈی بھاگو میں ہوا جس میں 1200 حاضری رہی۔مورخہ 26 مئی 2008ء کو بیت الذکر اور بیت الذکر کی ملحقہ گلیوں کو جھنڈیوں اور موم بتیاں جلا کر سجایا گیا۔

مورخہ 27 مئی 2008ء نماز تہجد ادا کی گئی حاضری انصار 25،خدام 30،اطفال 35،کل 90 تھی۔لجنہ اماء اللہ پنڈی بھاگو نے انفرادی طور پر گھروں میں نماز تہجد ادا کی۔اس دن کل 30 کلو مٹھائی احباب جماعت میں تقسیم کی گئی۔صدقے کے بکرے کی رقم غریب لوگوں میں تقسیم کی گئی اور 113 احباب جماعت کے گھروں میں گائے کا گوشت تقسیم کیا گیا۔

☆ **جلسہ یوم خلافت چک 184/7-R ضلع بہاولنگر**: مورخہ 30 مئی بروز جمعہ چک 184/7-R ضلع بہاولنگر میں صد سالہ خلافت جوبلی ڈے منعقد کیا گیا۔حاضری انصار 7،خدام 6،اطفال 5،بچگان 7،لجنہ 14،ناصرات 2،کل 41

تقریبات صد سالہ جوبلی بیرون از پاکستان

☆ تقریب صد سالہ یوم خلافت جماعت احمدیہ آسٹریا

27 مئی 2008ء دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا نماز تہجد میں شرکت کرنے کے لئے متعدد خدام 26 مئی کی رات کو ہی سنٹر پہنچ گئے۔ جن میں بعض نومبائعین بھی شامل تھے۔ اس دن احباب جماعت نے اپنے کاموں اور تعلیمی اداروں سے رخصت لے کر تقریب میں شرکت کی۔ تقریب کے انتظامات کے لئے خدام و انصار نے جوش وجذبہ سے وقار عمل میں حصہ لیا۔ حاضرین میں آسٹرین، البانین اور پاکستانی نومبائعین نے بھی شرکت کی جو کہ اپنے ساتھ چار آسٹرین اور ایک عرب دوست کو بھی ساتھ لے کر آئے تھے۔ اسی دن گیارہ بجے تین آسٹرین زیر دعوت احباب کو مکرم منیر احمد صاحب منور مربی سلسلہ نے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور سوال وجواب کی نشست منعقد کی اسی دن ایک آسٹرین سعید روح کو قبول احمدیت کی توفیق بھی ملی۔ الحمد للہ علی ذالک اسی طرح دیگر شمولیت کرنے والے مہمانان بھی بیعت پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ خدا انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس بابرکت تقریب کی میڈیا کوریج کے لئے آسٹریا کے سرکاری ٹی وی ORF کے نمائندہ نے تمام وقت سنٹر میں گزارا اور پروگرام کی کوریج کرتے رہے اور تقریب کے اختتام پر محترم مربی صاحب سے جماعت احمدیہ کا تعارف حاصل کیا اور متعدد سوالات پوچھے۔ ٹی وی کے نمائندہ نے ذاتی طور پر جماعت احمدیہ میں دلچسپی کا اظہار کیا اور انہیں تین جرمن جماعتی کتب تحفۃً دی گئیں۔ ویانا میں ہونے والی اس تقریب میں 61 احباب نے شرکت کی۔

جماعت احمدیہ یوگنڈا اور یوم خلافت

27 مئی 2008ء کو یوگنڈا میں صد سالہ خلافت جوبلی کے زیر اہتمام نیشنل اور زونل سطح پر یوم خلافت کے جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔ زونل سطح پر ہونے والی تقریبات کی مختصر روئیداد پیش خدمت ہے۔

کمپالا زون (Kmapala zone) :

کمپالا زون میں 27 مئی کا آغاز کمپالا، بیٹا، ربوہ لینڈ اور Ntunda (نٹونڈا) جماعت میں نماز تہجد سے ہوا بعض افراد نماز تہجد میں شمولیت کی غرض سے گذشتہ رات نماز عشاء کے بعد مشن ہاؤس میں ہی رہے۔ مشن ہاؤس، بیت الذکر اور احمدیہ..... ہائی سکول کمپالا کو آرائشی روشنیوں سے سجانے کے علاوہ گیٹ بھی بنائے گئے۔

نماز فجر کے بعد مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ یوگنڈا نے درس قرآن میں خلافت کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی۔

با قاعدہ جلسہ کا آغاز صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم Sowaid صاحب نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام پڑھا، اس کے بعد مکرم Ngiya Mohammad صاحب نے احادیث نبوی کی روشنی میں خلافت کی برکات بیان کرنے کے بعد مختصراً خلافت احمدیہ کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔

بعد ازاں ایم ٹی اے کے ذریعہ ۱۷۹ خواتین و حضرات اور بچے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطاب سے مستفید ہوئے۔ پروگرام کے دوران ہی مہمانان کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

Uganda Broadcasting carporation نے لندن سے پیش ہونے والے Live Programme کو ریکارڈ کیا جسے انہوں نے ۳۰ مئی کی شام نصف گھنٹہ کے پروگرام میں پیش کیا۔ جس کے ذریعہ ہزارہا افراد تک حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام براہ راست پہنچانے کا موقع ملا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

سیٹازون

جامعہ احمدیہ سیٹا میں ایک علیحدہ جلسہ میں مکرم رشید احمد صاحب نوید نے خلافت کی اہمیت، خلیفہ کے مقام، برکاتِ خلافت نیز خلافت سے وابستہ احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں حضور انور کے خطاب کی ایم ٹی اے پر براہ راست دکھائی جانے والی کارروائی احباب نے ملاحظہ کی۔ اس تقریب میں ۱۰۰ افراد شامل ہوئے جس میں ۲۵ مہمان دوست تھے۔ اس موقع پر ایک بکرا شکرانے کے طور پر ذبح کیا گیا اور مہمانوں کی پروگرام کے بعد کھانے سے تواضع کی گئی۔ سہ پہر کے وقت معلمین کلاس اور علاقہ کی ایک مہمان ٹیم کے درمیان فٹ بال کا ایک دوستانہ میچ بھی کھیلا گیا۔

مجموعی طور پر کمپالا زون میں ۹ بکرے ذبح کئے گئے۔ جن کا گوشت، اسیران، مہاجرین اور بیماروں کے علاوہ مستحق احباب جماعت میں بھی تقسیم کیا گیا۔ اس موقع پر مکرم حسن تمز ادے صاحب کو خدمت کی خاص توفیق ملی۔

موکونوزون (Mokonon Zone)

زون کی آٹھ جماعتوں میں ۱۴۰ احباب جماعت نے نماز تہجد سے پروگراموں کا آغاز کیا۔ اکثر احباب نے ۲۶ اور ۲۷ مئی کی رات بیت الذکر میں ہی بسر کی۔ نماز تہجد میں ۵۰۰ افراد نے شرکت کی۔ جن میں سے ۲۰۰ مہمان دوست تھے۔

اسی دن مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر ومشنری انچارج یوگنڈا نے زون میں تین (۳) نئی بیوت الذکر کا افتتاح بھی کیا۔

زون میں مجموعی طور پر ۸ بکرے بطور قربانی وصدقات پیش کے گئے۔ جس میں سے ۵ بکرے احباب نے انفرادی طور پر کئے۔